بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

ختم نبوت کے بعد کیا مجددیت بھی ختم۔۔؟؟؟

”وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمۡ بِہٖ ط حَتّٰۤی اِذَا ہَلَکَ قُلۡتُمۡ لَنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰہُ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ رَسُوۡلًا ط کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُ۔“(المومن:۳۵)

اور یوسف اِس سے پہلے دلائل کیساتھ تمہارے پاس آ چُکا ہے مگر تم جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا تھا اِسکے بارہ میں شک ہی میں رہے، یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا تو تم نے کہنا شروع کیا کہ اللہ اسکے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا اسی طرح اللہ ہر حد سے گذرنے والے (اور) شبہ کرنیوالے کو گمراہ قرار دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ یہ گھر اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کیلئے بنایا گیا تھا بعثت نبوی کے وقت اگرچہ خانہ کعبہ عرب کا دینی مرکز تھا لیکن اہل عرب حضرت ابراہیمؑ کے پیغام توحید کو بھول چکے تھے۔ شرک و بت پرستی یہاں تک بڑھ گئی کہ خانہ کعبہ، بت خانہ میں بدل چکا تھا۔ جن میں لات و منات، عزیٰ اور ہبل کے نام خاص طور پر مشہور تھے۔ مشرکین مکہ جو بت پرست تھے اپنے آپ کو ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کا متبع خیال کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے طویل جدوجہد کے بعد اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کیا اور یہاں دوبارہ اللہ تعالیٰ کی خالص پرستش شروع ہوئی۔ آپ افضل الرسل اور خاتم النبیین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کامل کتاب نازل فرمائی اور آپ کیلئے اور آپکی امت کیلئے دین اسلام پسند فرمایا۔

ختم نبوت کا غلط عقیدہ۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بہت ساری پیش خبریاں بتائیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ ﷺ کے بعد آپکا ایک غلام یعنی روحانی فرزند ظاہر ہوگا۔ آپ نے اُسے مہدی اور مسیح موعود کے نام دیئے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اُسے چار دفعہ نبی اللہ کے لقب سے یاد فرمایا۔ حضرت مرزا غلام احمد مہدی و مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے بعض مجددین اور علمائے اُمت نے اپنے اپنے عرفان کے مطابق نبوت کے موضوع پر لکھا۔ مثلاً نبی کسے کہتے ہیں؟ نبوت کا مفہوم کیا ہے؟ اور نبوت کی اقسام وغیرہ۔ ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ جب حضرت مرزا صاحب نے امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو ختم نبوت کے موضوع پر بڑی شدومد کیساتھ بحث شروع ہوگئی۔ لیکن آگے بڑھنے سے قبل میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ آپؑ نے صرف اُمتی، بروزی اور ظلی نبوت کا دعویٰ کیا اور تشریعی نبوت سے انکار کیا۔ اِسکی تفصیل آپکی کتب میں جگہ جگہ ملتی ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

(۱) ”میں اُس کے رسول ﷺ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اِس پر ختم ہیں۔ اور اُسکی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُسکی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُسکے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اُس کا ظل ہے اور اُسکے ذریعہ سے ہے اور اُس کا مظہر ہے اور اُس سے فیضیاب ہے۔“(چشمہ معرفت (۱۹۰۸) روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۰)

(۲) ”صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدید ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اُس کو خدا تعالیٰ اُسکی وحی میں اُمتی بھی قرار دیتا ہے پھر دوسری طرف اُس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نبوت بباعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوت نہیں۔“(براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵) ایضاً ۲۱ صفحہ ۳۵۲)

(۳) ”عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اُسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔“(کشتی نوح (۱۹۰۲) ایضاً جلد ۱۹ صفحہ ۱۵ تا ۱۶)

(۴) ”اور ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر اِفترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں۔“(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷) ایضاً جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶)

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ امتی، بروزی یا ظلی نبوت کی اصطلاحیں پہلے زمانوں میں مستعمل نہیں تھیں، اب مرزا صاحب نے کیوں اختیار کی ہیں؟ اِسکی دو وجوہات ہیں۔ اوّل یہ

کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کوئی نبی بھی خاتم النبیین نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ایسا نبی آیا جس کو تمام دنیا کیلئے بھیجا گیا ہو(قُلْ یَاأَیُّھَا النَّاسُ إِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ إِلَیْکُمْ جَمِیْعاً ۔۔۔۔۔ اعراف ۔۱۵۸) دوئم یہ کہ علمی ترقی کے ساتھ ساتھ بعض نئی اصطلاحیں بھی وجود میں آتی ہیں اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ۔عالم اسلام میں انقطاع نبوت کے حق میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآاَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا"(احزاب ۔۴۱) محمد(ﷺ) تمہارے جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اب اس آیت میں خاتم النبیین یا نبیوں کا خاتم ہونے سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد تھی اس کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے؟اسی ضمن میں ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ۔"عَنْ ثَوْبَانؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ۔وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَاخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔(حدیقۃ الصالحین صفحہ ۹۲۴ بحوالہ ابوداوٗد کتاب الفتن)حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں تیس (۳۰) جھوٹے خروج کریں گے وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اب اس حدیث میں بظاہر آنحضرت ﷺ نے خاتم النبیین کے یہی معنی فرمائے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اسی وجہ سے بعض لوگوں نے ختم نبوت کا عقیدہ بنالیا۔اب اگر آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے یہ مراد لیا جائے کہ آپ ﷺ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی تھے اور اب آپکے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو نبی نہیں بنائے گا،تو ان معانی کو ایک دوسری حدیث غلط ٹھہراتی ہے۔اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اِرشاد فرماتی ہیں۔

''قُوْلُوْا اِنَّہٗ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْ ا لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ ''(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) ترجمہ۔یعنی اے لوگو!تم یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ بحوالہ دینی معلومات صفحہ ۱۹)

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کے لقب سے سرفراز فرمایا۔اب اگر ہم خاتم النبیین سے یہ مراد لیں کہ آنحضرت ﷺ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی تھے تو ان معانی کو قرآن پاک کی دوسری آیات بھی غلط ٹھہراتی ہیں۔جیسا کہ قرآن پاک کی بعض آیات بعض دیگر آیات کی تفسیر اور تشریح کر دیتی ہیں لہٰذا سورۃ احزاب کی اس آیت کی تشریح بھی بعض دیگر آیات نے کی ہے۔مثلاً سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلا نا یعنی ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعامات کیے اور یہ انعامات کیا ہیں؟ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ اسکی تفصیل بیان فرماتا ہے۔

"وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا☆ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا☆" (اَلنساء:۷۰۔۷۱) ترجمہ۔اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ سب امور کو بہتر جانتا ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔"(اعراف:۳۶) اے آدم کے بیٹو!اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

ان متذکرہ بالا آیات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خاتم النبیین سے یہی مراد ہے کہ آپ ﷺ پر تشریعی نبوت ختم ہو چکی ہے۔اور قرآن مجید آخری کامل شرعی کتاب ہے۔اب آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی شرعی نبی آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی تعلیم آسکتی ہے جو قرآن مجید کو منسوخ کردے۔انہی معانی میں آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ورنہ نبوت کا انعام تو جاری وساری ہے اور آپ ﷺ کی غلامی اور ظلیت میں یہ انعام مل سکتا ہے۔اور حضرت مرزا صاحبؑ نے جس نبوت کا دعویٰ کیا وہ یہی نبوت ہے یعنی اُمتی ظلی یا بروزی۔اور آپؑ نے جس نبوت کا انکار کیا ہے وہ تشریعی نبوت ہے۔یہ دلائل نقلی ہیں اور اب آئیں ایک عقلی دلیل کا جائزہ لیتے ہیں۔

جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق زمین کی تخلیق کو قریباً دو سے چار (۲۔۴) ارب سال گزر چکے ہیں۔زمین کی تخلیق کے بعد اِس پر انسانی زندگی کی بقا کیلئے جس ماحول کی ضرورت تھی اِسکے معرض وجود میں آنے کیلئے بھی اربوں سال لگے ہونگے۔ماہرین کے اندازے کے مطابق انسان اس کرۂ ارض پر بیس (۲۰) لاکھ سال پہلے وجود میں آگیا تھا۔ہم جانتے ہیں کہ انسانی زندگی کی بقا کیلئے روشنی،ہوا اور پانی کی ضرورت ہے۔ان تینوں مادّی نعمتوں میں سے اگر ایک کا بھی وجود ختم ہوجائے تو انسان اس کرۂ ارض پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ہم روزِ قیامت پر یقین رکھتے ہیں اور قیامت کے بعد یقیناً حساب کتاب اور جزا سزا کا مرحلہ بھی آئے گا۔ہماری عقل ہمیں بتاتی ہے کہ قیامت سے پہلے ان تینوں مادّی نعمتوں میں

سے کوئی ایک بھی ختم نہیں ہوسکتی۔جس دن ان میں سے ایک کا وجود بھی ختم ہو گیا تو وہ قیامت کا روز ہوگا۔اب سوال یہ ہے کہ جب انسان کی ۸۰ یا ۱۰۰ سال کی جسمانی زندگی کیلئے اللہ تعالیٰ نے زمین بنانے کے بعد اربوں سالوں میں وہ ماحول پیدا کیا اور وہ جسمانی نعمتیں یعنی روشنی، ہوا اور پانی وغیرہ پیدا کیں اور قیامت سے پہلے یہ جسمانی نعمتیں ختم نہیں ہو سکتیں۔تو پھر ہماری عقل یہ کیسے قبول کرسکتی ہے کہ روحانی نعمتیں (نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت) جن کی اس دنیاوی عارضی زندگی میں بھی اور اخروی دائمی زندگی میں بھی شدید ضرورت ہے، ان میں سے کسی ایک کو بھی اللہ تعالیٰ بند کرسکتا ہے؟ امر واقعہ یہ ہے کہ جب زمینی پانی گندہ ہو جاتا ہے اور لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں تو آسمان سے کسی دل پر تازہ روحانی پانی یعنی الہام کی بارش ہو کر لوگوں کو گمراہی سے نکالتی ہے۔بقول مخبر صادق حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر آنجناب ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انسان نبوت جیسی عظیم روحانی نعمت پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔اب اگر آنحضرت ﷺ کے بعد ایک شخص نبوت کی نعمت پالیتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کیا کمی آسکتی ہے؟

ختم مجددیت کا غلط عقیدہ۔

جہاں تک ختم نبوت کا تعلق ہے تو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام شروع میں حیات مسیح ناصری کے عقیدہ کی طرح ختم نبوت (آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا) کے بھی قائل تھے اور آپؑ کی ابتدائی تحریرات میں اس کا جگہ جگہ ذکر موجود ہے۔لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے جس طرح حیات مسیح ناصری ایسے غلط عقیدہ کا آپؑ پر انکشاف فرمایا اسی طرح ختم نبوت کے غلط عقیدے کا بھی آپؑ پر انکشاف فرما دیا۔آپؑ نے بڑی وضاحت سے اُمت مسلمہ کو بتایا کہ کس قسم کی نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی اور کس قسم کا فیضان نبوت جاری ہے۔آیت خاتم النبیین کی بدولت اگر امت محمدیہ میں ختم نبوت کا غلط عقیدہ پیدا ہو گیا تو اِسکی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ علمائے امت نے ان الفاظ کے ظاہری معانی پر پنجہ مارا۔ لیکن حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جماعت احمدیہ میں ختم مجددیت کا غلط عقیدہ گھڑنے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ مجددیت کے متعلق آپؑ نے بڑے واضح رنگ میں فرمایا ہے کہ یہ سلسلہ تا قیامت منقطع نہیں ہوگا۔اور جس طرح آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے بعد ایک غلام نبی (مہدی) کی خبر دی تھی اسی طرح اس غلام نبی یعنی مہدی نے بھی اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے بعد ایک مجدد موعود کی خبر دی ہے۔زکی غلام جس کی خبر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں موجود ہے اسی کو حضورؑ نے مصلح موعود کا نام دیا ہے۔یہ مصلح موعود دراصل مجدد موعود ہی تو ہے۔ایک مجدد موعود کی خبر کے باوجود جماعت احمدیہ میں ختم مجددیت کا غلط عقیدہ قائم کرنے سے بڑھ کر اور کیا ظلم اور فساد ہوسکتا ہے؟ اگر ختم مجددیت کا فتنہ پھیلانے والے یہ سمجھتے ہیں کہ خلیفہ ثانی ہی وہ موعود مجدد یا مصلح تھے تو یہ اُنکی سخت غلطی ہے۔کیونکہ خلیفہ ثانی تو اس موعود مجدد کی پیشگوئی کے دائرہ ہی میں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو اس کا بار ثبوت محمودی خلفاء اور علماء کے سر پر ہے۔آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کم از کم ایک غلام نبی کی بشارت بخشی تھی لیکن اس بشارت اور وعدہ کے باوجود لوگوں نے غلط فہمی میں آیت خاتم النبیین کے ظاہری مفہوم کا سہارا لے کر امت محمدیہ میں ختم نبوت کا غلط عقیدہ قائم کر لیا۔اسی طرح حضرت مہدی معہودؑ نے اپنے بعد ایک موعود مجدد کی خبر دی تھی لیکن اِسکے باوجود بعض نفسانی لوگوں نے نام نہاد خلافت (نام نہاد خلافت یا امامت اس لیے ہے کیونکہ خلافت راشدہ کو تو خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے بعد ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ختم کر دیا گیا تھا اور اس کا ذکر میرے دیگر مضامین میں آچکا ہے) کے نام پر ختم مجددیت کا جھوٹا عقیدہ قائم کر لیا۔اگر حضرت مہدی معہود نے قدرت ثانیہ کا ذکر اپنی آخری عمر میں ایک چھوٹے سے رسالہ میں فرمایا ہے تو مجددیت اور اپنی موعود مجدد اور مصلح کا اپنی کتب میں سینکڑوں دفعہ ذکر فرمایا ہے۔جس انتخابی امامت یا خلافت کا آپ نے اپنے رسالہ ''الوصیت'' کے حاشیہ میں ایک دفعہ ذکر فرمایا اور اس ذکر کیساتھ ہی اسی رسالہ میں اپنے موعود روحانی فرزند یعنی زکی غلام کے روح القدس پا کر کھڑا ہونے کا بھی ذکر فرما دیا۔تو پھر کیا یہ دیانتداری ہے کہ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اس انتخابی خلافت کا تو اس طرح ذکر کیا جائے کہ یہ دائمی ہے اور اس عظیم مجدد موعود کا راستہ روکنے کیلئے ختم مجددیت کا فتنہ کھڑا کر دیا جائے۔ختم نبوت کی طرح یہی وہ فتنہ عظیم ہے جس کی سرکوبی کیلئے اس موعود مجدد نے سابقہ مجددین کی طرح پندرھویں صدی کے سر پر نزول فرمانا تھا۔اس موعود زکی غلام کی خبر حضورؑ کے الہام اور کلام میں اس طرح درج ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

(۱) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء۔خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں

قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اِس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

مزید برآں حضورؑ فرماتے ہیں۔

(۱)''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے اِنکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا۔وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور انکو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

(۲)''اس مسیح کو بھی یادرکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔'' (ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

(۳)''ایک اُولوالعزم پیدا ہوگا وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ'' (ایضاً جلد ۳ صفحہ ۴۴۲ تا ۴۴۳)

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ کے بعد ایک مجدد یعنی مصلح موعود کی قطعی خبر موجود ہے۔

تجدید کے سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا فرمودات بہت واضح ہیں۔اِن فرمودات کے ہوتے ہوئے افراد جماعت احمدیہ کو مجددین کے سلسلہ جاریہ کے متعلق کسی قسم کا ابہام نہیں ہونا چاہیے۔اگر کوئی حضرت بانئے جماعت کے اس نقطۂ نظر سے انحراف کرتا اور اِسکی تردید کرتا ہے تو وہ آپؑ کا سچا جانشین نہیں بلکہ کوئی نفس پرست ہے۔آپؑ کے بقول مجددین کا سلسلہ قیامت تک کیلئے جاری ہے اور آپکے بعد بھی مجددین ضرور آئیں گے۔اور ایک موعود مجدد کی بشارت تو اللہ تعالیٰ نے آپکو بخشی ہوئی ہے۔دوسرے یہ کہ دنیا کو ہمیشہ تازہ بتازہ یقینی معرفت اور نشانوں کی ضرورت رہتی ہے اور اسلام کا خدا ہمیشہ اور خاص کر صدی کے سر پر اپنے کسی بندے کو ضرور مبعوث فرماتا ہے جو مخالفین کو سچائی، حقیقت نمائی اور پردہ دری کی رو سے ملزم کرتا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کے دین کو نہ صرف نکھارتا بلکہ ادیان باطلہ پر اِسے غالب کر کے بھی دکھاتا ہے۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اب یہ بھی یادرہے کہ وہ اسلام جس کی خوبیاں ہم بیان کر چکے ہیں وہ ایسی چیز نہیں ہے جس کے ثبوت کیلئے ہم صرف گذشتہ کا حوالہ دیں اور محض قبروں کے نشان دکھلاویں۔اسلام مردہ مذہب نہیں تا یہ کہا جائے کہ اِسکی سب برکات پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے خاتمہ ہے۔اسلام میں بڑی خوبی یہی ہے کہ اِسکی برکات ہمیشہ اِسکے ساتھ ہیں اور وہ صرف گذشتہ قصوں کا سبق نہیں دیتا بلکہ موجودہ برکات پیش کرتا ہے دنیا کو برکات اور آسمانی نشانوں کی ہمیشہ ضرورت ہے۔یہ نہیں کہ پہلے تھیں اور اب نہیں ہیں۔ضعیف اور عاجز انسان جو اندھے کی طرح پیدا ہوتا ہے ہمیشہ اس بات کا محتاج ہے کہ آسمانی بادشاہت کا اِس کو کچھ پتہ لگے۔اور وہ خدا جس کے وجود پر ایمان ہے اُسکی ہستی اور قدرت کے کچھ آثار بھی ظاہر ہوں پہلے زمانہ کے نشان دوسرے زمانہ کیلئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ خبر معائنہ کی مانند نہیں ہو سکتی اور اِمتداد زمانہ سے خبریں ایک قصہ کے رنگ میں ہو جاتی ہیں۔ ہر یک نئی صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔اس لیے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہر یک نئی دنیا کیلئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر یک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینۂ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی

متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کی رو سے ملزم کرتا ہے۔سچائی کی رو سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لائے پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا اور اسکی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ وہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کا حل کر کے دکھلا دیتا ہے۔اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے۔اور پردہ دری کے رو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پردے پھاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے بیوقوف اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت اور تاریکی میں گرنے والے اور جناب الٰہی سے دور و مہجور ہیں۔اس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمہ الٰہیہ کا خلعت پا کر آتا ہے۔اور زکی اور مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔اور نہایت صفائی سے ان باتوں کو ثابت کر کے دکھلا دیتا ہے کہ خدا ہے اور وہ قادر اور بصیر اور سمیع اور علیم اور مدبر بالا رادہ ہے اور درحقیقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اہل اللہ سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔پس صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ آپ ہی معرفت الٰہیہ سے مالا مال ہے بلکہ اسکے زمانہ میں دنیا کا ایمان عام طور پر دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور وہ تمام خوارق جن سے دنیا کے لوگ منکر تھے اور ان پر ہنستے تھے اور ان کو خلاف فلسفہ اور نیچر سمجھتے تھے۔یا اگر بہت نرمی کرتے تھے تو بطور ایک قصہ اور کہانی کے ان کو مانتے تھے۔اب اسکے آنے سے اور اسکے عجائبات ظاہر ہونے سے نہ صرف قبول ہی کرتے ہیں بلکہ اپنی پہلی حالت پر روتے اور تاسف کرتے ہیں کہ وہ کیسی نادانی تھی جس کو ہم عقل مندی سمجھتے تھے اور وہ کیسی بیوقوفی تھی جس کو ہم علم اور حکمت اور قانون قدرت خیال کرتے تھے۔غرض وہ خلق اللہ پر ایک شعلہ کی طرح گرتا ہے اور سب کو کم وبیش حسب استعداد مختلفہ اپنے رنگ میں لے لیتا ہے۔اگرچہ وہ اوائل میں آزمایا جاتا اور تکالیف میں ڈالا جاتا ہے اور لوگ طرح طرح کے دکھ اس کو دیتے اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کہتے ہیں اور انواع اقسام کے طریقوں سے اس کو ستاتے اور اسکی ذلت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔لیکن چونکہ وہ برہان حق اپنے ساتھ رکھتا ہے اسلئے آخر ان سب پر غالب آتا ہے۔اور اسکی سچائی کی کرنیں بڑے زور سے دنیا میں پھیلتی ہیں اور جب خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے کہ زمین اسکی صداقت پر گواہی نہیں دیتی تب آسمان والوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ گواہی دیں۔سو اس کیلئے ایک روشن گواہی خوارق کے رنگ میں دعاؤں کے قبول ہونے کے رنگ میں اور حقائق و معارف کے رنگ میں آسمان سے اُترتی ہے اور وہ گواہی بہروں اور گونگوں اور اندھوں تک پہنچتی ہے اور بہتیرے ہیں جو اس وقت حق اور سچائی کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔مگر مبارک وہ جو پہلے سے قبول کر لیتے ہیں کیونکہ ان کو بوجہ نیک ظن اور قوت ایمان کے صدیقوں کی شان کا ایک حصہ ملتا ہے اور یہ اس کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔'' (ایضاً جلد۵ صفحہ ۲۴۵ تا ۲۵۱)

خلافت محمدیہ

خلیفہ کا لفظ اپنے اندر وسیع معانی رکھتا ہے اور خلفاء کی کئی اقسام ہیں۔لیکن یہاں ان خلفاء کا ذکر کیا جاتا ہے جو کسی نبی کی وفات کے بعد اسکی جگہ قائم مقام مقرر کیے جاتے ہیں۔اور خلافت ایسی حکومت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے وضع کردہ طریقہ کار کی پابند ہو۔ایسی حکومت کے سب سے بڑے ذمہ دار افسر کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔ہر خلیفہ کے انتخاب کے وقت اس وقت کے حالات کے مطابق رائے لی جاتی ہے۔اس طرح جو بھی خلیفہ یا امام مقرر ہوتا ہے وہ قوم کا بہترین آدمی ہوتا ہے۔وہ نبی کی وفات کے بعد اسکی امت کی راہنمائی اور ریاست کا انتظام کرتا ہے۔اسلامی خلیفہ ہر وقت ہر شخص کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس برس خلافت راشدہ رہے گی۔اور آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق پھر اسی طرح ہوا۔بعد ازاں نام تو خلافت ہی رہا لیکن عملاً اسکی جگہ پہلے ملوکیت اور بعد میں جابر بادشاہت نے لے لی۔

خلافت احمدیہ

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں فوت ہوئے ۲۷ مئی کی صبح آٹھ بجے آپکا جسد خاکی قادیان میں پہنچ گیا۔اسی دن یعنی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو تمام حاضر الوقت احباب جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو حضورؑ کا خلیفہ اوّل منتخب کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔بیعت کے بعد آپؓ فرمایا کرتے تھے، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے کندھوں پر ایک بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے جس سے میں دبا جاتا ہوں۔حضورؑ اپنی زندگی میں پہلے ہی آپکے وجود کو اسوۂ حسنہ قرار دے چکے تھے۔

جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔ چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے ۔ ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا چھ (۶) سالہ دور خلافت، خلافت محمدیہ کے دور کی یاد تھا۔آپؓ ''سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ'' کے مطابق افراد جماعت کی خدمت بجالاتے رہے۔گھوڑی سے گرنے کے بعد آپؓ بیمار ہوگئے اور اسی بیماری میں بعد ازاں فوت ہوئے۔وفات سے چند یوم قبل آپؓ نے ایک وصیت لکھوائی۔اس میں اپنے جانشین کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے پرانے اور نئے مریدوں کیساتھ نرمی کا سلوک کرے۔آپکی وفات جمعہ کے روز ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوئی۔۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کے دن خلیفہ ثانی نے آپؓ کا جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں حضورؑ کے پہلو میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔

خلافت ثانیہ

انتخابی خلیفہ اولؓ کے بعد حضورؓ کے انتخابی خلفاء یا امام آپ کی تعلیم اور نصائح سے پھسل گئے۔خلیفہ ثانی نے خلافت کی گدی پر بیٹھتے ہی پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کرلیا اور بعد ازاں موقعہ ملتے ہی خود ساختہ مصلح موعود بن بیٹھے۔یہ سب ڈرامہ اس لیے رچایا گیا تا کہ خلافت کے نام پر خاندانی سلطنت کا نظام جاری کیا جا سکے۔لیکن چونکہ اس پروگرام کی تکمیل کی راہ میں پیشگوئی مصلح موعود روکاوٹ تھی لہٰذا خلیفہ ثانی نے جھوٹے طور پر اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کر کے اس روکاوٹ کو اپنے خیال میں دور کر لیا۔اگر کوئی احمدی سمجھتا ہے کہ میں یہ غلط بیانی کر رہا ہوں تو میں ایسے ہر احمدی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خلیفہ ثانی کو مصلح موعود ثابت کر کے دکھائے۔آپ سب لوگ میری اس بات کو کبھی نہ بھولنا کہ آپکے خود ساختہ مصلح موعود کا کیس بھی حضرت مسیح ابن ناصریؑ کی خود ساختہ حیات سے ملتا جلتا ہے۔اگر تم حضرت مسیح ابن ناصری کی حیات اور آپکا زندہ بجسم عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ثابت کر گئے تو پھر شاید آپکے خلیفہ ثانی بھی مصلح موعود ثابت ہو جائیں۔بصورت دیگر ممکن نہیں۔حضورؑ کی معصوم جماعت کو ایک بے رحم نظام کے ساتھ ہائی جیک کر کے غلام مسیح الزماں یعنی پندرھویں صدی کے مجدد اور مصلح موعود کو پس پردہ کر دیا گیا۔یہ تو تھا جماعت کے خلیفہ ثانی کا عظیم اصلاحی کارنامہ۔اور لوگوں کی اس طرح برین واشنگ کی گئی کہ اب حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کسی مجدد یا مصلح نے نہیں آنا اور نہ اُسکی ضرورت ہے؟

خلافت ثالثہ

تجدید سے متعلق آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد کی تشریح میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ دنیا کو ہمیشہ تازہ بتازہ یقینی معرفت اور نشانوں کی ضرورت رہتی ہے۔اور اسلام کا خدا ہمیشہ اور خاص کر صدی کے سر پر ہمیشہ اپنے کسی بندے کو مبعوث فرماتا ہے جو مخالفین کو سچائی، حقیقت نمائی اور پردہ دری کی رو سے نہ صرف ملزم کرتا ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کے دین کو ادیان باطلہ پر غالب کر کے بھی دکھاتا ہے۔تیسرے بظاہر انتخابی لیکن درحقیقت نامزد خلیفہ فرماتے ہیں۔

''اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ۸٦/ ۸۷ سال گزر گئے تو پہلے قاعدہ کے مطابق آنیوالے مجدد کی تلاش کرنی چاہیئے تھی۔اس لیے کہ پہلوں کو جو علم دیا گیا تھا وہ گویا نئے مسائل کو حل نہیں کرتا تھا۔لیکن میرا عینی مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ ہر وہ نیا مسئلہ جو آج کی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یا آج کی سائنس انسان کے سامنے پیش کرتی ہے اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے مل سکتا ہے۔جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری ہزار سال کیلئے آپ آخری خلیفہ اور مجدد الف آخر ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو علوم انسان کے ہاتھ میں دیئے ہیں اور قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے وہ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔(کیا قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشادات کے خزانے میں کوئی کمی رہ گئی تھی اور اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو پھر اب حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ایسی کمی کیوں نہیں رہ سکتی؟۔ناقل) آپکی کتابوں میں سے لوگ ایسے مضامین اخذ کریں گے جو انسان کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گے۔اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں۔(آپکو ضرورت نہیں لیکن ایک صدی قبل کیا عالم اسلام کو کسی نبی کی ضرورت تھی؟۔ناقل) باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔پس جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے۔میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ امیر تیمور نے ایک بادشاہ کے متعلق لکھا ہے جو ان سے معاً پہلے گذرا ہے کہ اس نے صرف ایک بات میں دین کی تجدید کی اس لیے امیر تیمور کے نزدیک ان کو بھی مجدد کہہ سکتے ہیں۔لیکن وہ خاص سلسلہ جو تیرہ پر ختم ہو گیا اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا ہاں مگر وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بطور ظل کے ہو۔چنانچہ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے خلافت کا سلسلہ آپ کیلئے بطور ظل کے ہے۔(حالانکہ حضورؑ نے خلافت کیساتھ مسیح کو بھی اپنا ظل قرار دیا ہے اس کا کیوں ذکر نہیں کیا۔ناقل)۔خلافت کا سلسلہ بطور ظل کے اسلئے ہے کہ خلیفہ وقت قرآن کریم کی تفسیر کرے گا اور اس طرح اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ کے کسی نئے مجدد کی ضرورت اس معنی میں نہیں پڑے گی ورنہ تو یہ ظلم ہو جاتا کہ انسانی مسائل پیدا ہو جاتے اور ان کا حل کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور کوئی ایسا طریق نہ بتایا جاتا کہ قرآن کریم سے کیسے حل نکلتا ہے۔(یہ ظلم تو عملاً ہو چکا ہے۔ناقل) پھر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظل کے طور پر خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے اور اس سے پیار کر کے اور حضرت نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے خلافت احمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں کوئی نہ کوئی اصل یا بیج مل جاتا ہے جس سے مسائل حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔'' (تین اہم خطبات صفحہ ۴۱ تا ۴۳ فرمودہ خلیفۃ المسیح الثالث فرینکفرٹ، جرمنی)

واضح رہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ اپنے ''لیکچر سیالکوٹ'' میں حضورؑ اِرشاد فرماتے ہیں۔

''اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔چونکہ یہ آخری ہزار ہے اِس لیے ضرور تھا کہ امام آخر الزماں اِسکے سر پر پیدا ہو۔اور اُسکے بعد کوئی اِمام نہیں اور نہ کوئی مسیح

مگر وہ جواُ سکے لیے بطورظل کے ہو۔(روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ ۲۰۸)

اب حضورؐ نے تو فرمایا تھا کہ میرے بعد میری ظلیت میں امام بھی ہونگے اور مسیح بھی لیکن ان انتخابی اماموں نے کیا کیا؟ انتخابی خلافت کوتو حضرت مسیح موعودؑ کا ظل قرار دیا لیکن مسیح کا ذکر چھوڑ دیا۔کیا یہ انصاف اور دیانتداری ہے؟ اگر یہ ظاہری انتخابی خلفاء اپنا قبلہ درست رکھتے تو کسی زکی غلام(موعود مصلح)کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ثانیاً آنحضرتﷺ کے بعد ویسے تو ہمیشہ تجدید ہو رہی ہے لیکن حضورﷺ کے اس ارشاد کہ ''ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا'' سے اگر کوئی امام یا خلیفہ عام تجدید مراد لیتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔آپﷺ کے اس ارشاد سے قطعاً عام تجدید مراد نہیں بلکہ آپﷺ کے اس ارشاد کے ایسے معنی کرنا دراصل آپ کے اس ارشاد کی معنوی تحریف ہے۔جیسا کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا ہے۔

''آنحضرتﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اِتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔اِنصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے اِلہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔یعنی علوم لدینہ وآیات سماویہ کیساتھ۔''(روحانی خزائن جلد۳صفحہ ۱۷۸)

اب آنحضرتﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر۔۱۰) کے موافق خبر دی ہے کہ ہر صدی کے سر پر دین اسلام میں پیدا شدہ بدعتوں اور خرابیوں کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کسی کو بطور مجدد کھڑا کیا کریگا۔اب سے چودہ سو سال پہلے تک تجدید دین کا یہ عظیم الشان واقعہ رونما ہوتا رہا۔حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آنحضرتﷺ کے اس مبارک ارشاد کی یہ تشریح فرمائی ہے کہ اس سے مراد کوئی عام تجدید نہیں بلکہ ایسی تجدید مراد ہے جو کوئی صدی کے سر پر بذریعہ روح القدس کرے گا۔اب بانئے جماعت احمدیہ کا ایک انتخابی خلیفہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ تجدید کا کیا ہے یہ تو ہم میں سے ہر شخص کر رہا ہے۔سوال ہے کہ اگر یہ انتخابی خلیفہ سچ فرما رہا ہے تو پھر کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ،آنحضورﷺ اور حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے فرامین سب غلط ہیں؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ،آنحضرتﷺ اور حضرت مہدی ومسیح موعود نے سچ فرمایا ہے تو پھر یہ انتخابی خلیفہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ افرادِ جماعت خود فیصلہ کرلیں؟ خلیفہ ثالث صاحب اپنے اِسی خطاب میں مزید آگے فرماتے ہیں۔

''پس مختصراً یہ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکم وعدل مانا ہوا ہے۔ہم یہ بات مانتے ہیں کہ آپ آخری مسیح،آخری خلیفہ اور آخری مجدد اور مجدد الف آخر یعنی مجدد ہزار برس کیلئے ہیں اور پھر یہ بھی کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے۔''(ایضاً صفحہ ۴۴)

(اولاً) اب سوال یہ ہے کہ تجدید کے سلسلہ میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ تو فرما رہے ہیں کہ ''یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔یعنی علوم لدینہ وآیات سماویہ کیساتھ۔'' لیکن خلیفہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ''باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔پس جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو نبی کریمﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپ کی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے۔'' امر واقع یہ ہے کہ تجدید کے سلسلہ میں آنحضرتﷺ کے فرمان کے جو معنی حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں اس سے آپکے انتخابی امام یا خلفاء صریحاً انحراف کر بیٹھے ہیں۔اسکے باوجود اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کو حکم وعدل مانا ہوا ہے تو کیا وہ جھوٹ نہیں بول رہے؟ فَتَدَبَّرُوا اَيُّهَا الْعَاقِلُوْن۔

(ثانیاً) حضرت خاتم النبیینﷺ کے بعد قرآن کریم کے ہوتے ہوئے وہ کونسی روکاوٹ تھی جس کی بدولت دین اسلام میں ایک نبی اور دیگر مجددین کے سلسلہ جاریہ کی ضرورت پڑ گئی؟ اور ایسی ہی روکاوٹ کیا حضرت مجدد الف آخر کے بعد احمدیت میں نہیں پڑسکتی؟ خلیفہ ثالث صاحب کے بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے بعد آپ کے انتخابی خلفاء نبوت کی طرح تجدید پر بھی خاتمیت کا ٹھپہ لگا بیٹھے ہیں۔مقام حیرت ہے کل تک جو اجرائے نبوت کے حق میں دلائل دیتے تھے آج مجددیت کی صف لپیٹنے پر کمر بستہ ہیں۔حضورؑ اپنے بعد ایک زکی غلام یعنی پندرھویں صدی کے مجدد یا مصلح موعود کی یقینی اور الہامی خبر دے چکے ہیں لیکن آپکے انتخابی خلفاء فرما رہے ہیں کہ ''اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں''۔انتخابی خلفاء کو غلام مسیح الزماں یعنی پندرھویں صدی کے مجدد یا مصلح موعود کی غالباً اس لیے ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ قدرت ثانیہ کے نام پر ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کا ڈرامہ رچا چکے تھے۔ان لوگوں نے بڑی تگ ودو کے بعد ایک غیر فطری اور غیر اسلامی نظام کیساتھ حضورؑ کی روحانی ذریت یعنی احمدیوں کو غلام بنا کر قدرت ثانیہ کے نام پر اپنے لیے الف آخر تک کیلئے حکومت کا بندوبست کیا تھا۔لیکن آنیوالے نے چونکہ ان سب برائیوں کی اصلاح کرنی تھی لہٰذا وہ ان کیلئے قابل قبول کیسے ہوسکتا تھا؟

(ثالثاً) انبیاء علیہم السلام اپنی زندگیوں میں یہی کہتے رہے کہ ہم اپنے نفس سے بالا نہیں ہیں۔ہم سے بھی غلطی ہوسکتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک پیارے نبی حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ (یوسف۔۵۴) اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں ٹھہراتا،کیونکہ نفس تو یقیناً بدی پر

اُکساتا رہتا ہے،مگر جس پر میرا ربّ رحم کرے،یقیناً میرا ربّ بڑا غفور رحیم ہے۔

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں ''کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے''۔کسی انتخابی خلیفہ کا یہ فرمانا ''کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے'' بذات خود بہت بڑی غلطی ہے۔اتنا بڑا دعویٰ تو کسی نبی نے نہیں کیا چہ جائیکہ کوئی غیر نبی کرے۔عالم اسلام میں انتخابی خلفاء کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔

''انما انا مثلکم انما انی متبع ولست بمبتدع فان استقمت فتابعونی وان زغت فقومونی الا وان لی شیطانا یعترینی فاذااتانی فاجتنبونی ''۔میں صرف تمہاری مانند اُمت کا ایک فرد ہوں۔میں تو مقررہ شریعت کا اتباع کرنے والا ہوں۔میں اس شریعت میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کرسکتا۔اگر میں سیدھا رہوں تو میری تابعداری کرو،اگر میں شریعت کے احکام سے منحرف ہوجاؤں تو مجھے سیدھا کردو۔یہ بھی سن لو کہ میرا بھی شیطان ہے جو مجھے آ چمٹتا ہے،پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے الگ ہوجاؤ۔

کہاں انتخابی خلفاء کے سردارؓ کے یہ الفاظ اور کہاں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ایک انتخابی خلیفہ کے یہ الفاظ ''کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے۔'' عجیب بات ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے انتخابی خلفاء نے حضورؑ کے روحانی فرزند کا نام و نشان تک مٹادیا اور اوپر سے یہ کہنا ''کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے''۔اس مہا برائی سے بڑھ کر اور کیا برائی ہوگی؟اِنا للہ واِنا اِلیہ راجعون۔ ؎

راستی لحظہ بہ لحظہ ہے رواں سوئے دروغ ۔ صدق پابند جفا ہے میں کہاں آ نکلا

قلب مومن پہ سیاہی کی تہیں اتنی دبیز ۔ ناطقہ سہم گیا ہے میں کہاں آ نکلا

خلافت رابعہ

خلیفہ رابع صاحب نے تو تجدید کے خاتمہ کیلئے نہ صرف سرتوڑ کوششیں کیں بلکہ حد ہی کر دی۔جس طرح خلیفہ ثانی صاحب نے اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو افراد جماعت سے منوانے کے لیے جلسہ سالانہ کے موقع پر سٹیج پر کھڑے ہوکر جھوٹی قسمیں کھا کرافراد جماعت کو گمراہ کیا۔اسی طرح اُس کے اس لائق فرزند نے بھی خانہ خدا میں منبر پر کھڑے ہوکر ختم مجددیت کیلئے قسمیں کھا کر افراد جماعت کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔حالانکہ وہ جس موعود مجدد کو افراد جماعت کی نظروں سے قسمیں کھا کراُوجھل کرتے رہے اور اُسکی راہ میں کانٹے بچھاتے رہے۔وہی موعودزکی غلام انکے آگے آ کھڑا ہوا۔اس موعود مجدد نے خلیفہ رابع کو یہ بھی کہا کہ آپ جماعت میں میرا اعلان کردیں اور اگر آپ بمع جماعت مجھے جھٹلا سکتے ہیں تو جھٹلا کر دکھاؤ۔اس موعودزکی غلام نے اپنی صداقت کے حق میں خلیفہ رابع ہی کی گواہی اسکے آگے رکھ دی۔لیکن اس خدائی خلیفہ کے منہ پر چپ کی مہر لگ گئی۔اگر یہ خلیفہ راشد ہوتا تو ضرور بولتا۔اگر کسی احمدی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو وہ میری ویب سائٹ (alghulam.com) پر میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کا صرف مقدمہ پڑھ کر دیکھ لے۔اِنشاء اللہ تعالیٰ اُسے حقیقت حال کا عرفان ہوجائیگا۔خلیفہ رابع صاحب نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷۔اگست ۱۹۹۳ء میں جماعت کو جو پیغام دیا تھا خاکسار یہاں اس پیغام کی حیثیت اور حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔یہ پیغام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے رسالہ ''الوصیت'' کے مندرجہ ذیل اقتباس سے شروع ہوتا ہے۔خلیفہ رابع فرماتے ہیں۔

''سواے عزیزو!جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔اور تمہارے دل پریشان نہ ہوجائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا۔جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اُسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائیگی۔

اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جونفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ؕ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔کیا یورپ اور کیا اشیاء۔ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سوتم اس مقصد کی پیروی کرو۔مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔''
روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ۳۰۵ تا۳۰۷)

سب سے پہلے میری یہ گذارش ہے کہ خلیفہ رابع صاحب نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا جو اقتباس پڑھا ہے وہ مکمل طور پر نہیں پڑھا۔وہ حضورؑ کی تحریر کے بعض فقرات جان بوجھ کر چھوڑ گئے۔کسی اقتباس کے درمیان میں سے اگر بعض فقرات اسلئے چھوڑ دیئے جائیں کہ اقتباس طویل ہے تو یہ بات اتنی قابل اعتراض نہیں۔لیکن اگر کسی اقتباس میں جہاں مصنف نے اپنے وصال کے بعد ظاہر ہونیوالی نہ صرف انتخابی اور الہامی خلافتوں کا ذکر فرمایا ہو بلکہ آخر میں اِلہامی خلافت سے متعلق خلاصہ اور لب لباب کے طور پر ایک فقرہ بھی رقم فرمایا ہو۔اب سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریر میں سے اِلہامی خلافت سے متعلقہ فقرہ کو چھوڑ دینا کیا خیانت نہیں ہے؟ میں نے اقتباس کے ان چھوڑے ہوئے فقرات کو سرخ رنگ دے کر واضح کر دیا ہے۔اگر کسی کو شک ہو تو وہ خود بنفس نفیس ۲۷۔اگست ۱۹۹۳ء کا خطبہ جمعہ سن کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔حضورؑ نے رسالہ ''الوصیت'' کا لب لباب اور خلاصہ ان نہ پڑھے گئے الفاظ میں فرمایا تھا۔مثلاً حضورؑ فرماتے ہیں۔'' اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جونفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ؕ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔کیا یورپ اور کیا اشیاء۔ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سوتم اس مقصد کی پیروی کرو۔مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔''اس خطبہ جمعہ میں اس اقتباس کا آخری فقرہ دو دفعہ نہیں پڑھا گیا۔اسی صفحہ پر نیچے حاشیہ میں حضورؑ نے بیعت لینے والے بزرگوں کا ذکر فرما کر لکھا ہے۔''ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے۔''یہ حاشیہ کے الفاظ بھی نہیں پڑھے گئے۔ان الفاظ میں حضورؑ نے دراصل اپنی وفات کے بعد اپنے انتخابی جانشینوں کے طریقہ انتخاب کا ذکر فرمایا ہے۔یہ انتخابی امامت یا خلافت کا سلسلہ تو آپؑ کی وفات کے معاً بعد شروع ہو جانا تھا اور شروع ہو گیا۔اس امامت یا خلافت کے دوران کسی انسان نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر کھڑا ہونا تھا۔اس کا ذکر آپؑ نے اپنے اقتباس کے آخری فقرہ میں کیا ہوا ہے۔مثلاً آپؑ فرماتے ہیں۔''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔''اب حضورؑ کے اس اقتباس کا نچوڑ اس فقرہ میں تھا۔احباب جماعت یاد رکھیں کہ یہ اقتباس کسی پبلک جلسہ میں نہیں پڑھا گیا بلکہ خطبہ جمعہ جو نماز کا حصہ ہے اس میں پڑھا گیا تھا۔دن رات یہ شور مچایا جاتا ہے کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے''۔اب اگر یہ خلیفہ رابع خدا کا بنایا ہوا خلیفہ تھا تو اس خدائی خلیفے نے حضورؑ کی تحریر سے وہ فقرات جن میں آپکی وصیت کا نچوڑ تھا خطبہ جمعہ میں کیوں نہیں پڑھے؟ یہ نہ پڑھے جانے والے الفاظ حدیث کی طرح کسی نے حضورؑ سے زبانی نہیں سنے تھے جس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید راوی کو سمجھنے میں کوئی غلطی لگ گئی ہے بلکہ یہ الفاظ آپؑ نے اپنے رسالہ میں خود تحریر فرمائے تھے۔یہ الفاظ اسلئے نہیں پڑھے گئے کیونکہ اگر یہ الفاظ پڑھے جاتے تو مغلئی خلفاء کا ختم مجددیت کا جو ذاتی اور نفسانی ایجنڈا (agenda) تھا وہ پورا نہیں ہو سکتا تھا۔یہ تو تھا ''روح القدس'' کے الفاظ سے افراد جماعت کی توجہ ہٹانے کا ایک طریقہ یعنی ان الفاظ کو خطبات میں پڑھا ہی نہ جائے۔اور تحریر میں جہاں کہیں اس اقتباس کے درج کرنے کی ضرورت پڑے وہاں اقتباس کے اس آخری فقرہ (اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو) کو گول کر دیا جائے۔جیسا کہ ایک کتاب بعنوان ''ایک مرد خدا'' (مصنف آئن ایڈم سن مترجم چوہدری محمد علی ایم۔اے) کے صفحہ ۱۸۷ پر کیا گیا ہے۔روح القدس کے ان الفاظ کی اصل غرض کو افراد جماعت کی نظروں سے اوجھل اور مشتبہ کرنے کیلئے اور طریقے بھی اختیار کیے جا رہے ہیں مثلاً ابھی حال ہی میں یکم اپریل تا ۷۔اپریل ۲۰۰۵ء کے الفضل انٹرنیشنل میں انور محمود خان آف امریکہ کا ایک مضمون بعنوان ''الوصیت میں بیان فرمودہ ۱۹ نصائح پر ایک طائرانہ نظر'' شائع ہوا ہے۔اس مضمون میں بھی مضمون نگار نے ''روح القدس'' کے سلسلہ میں افراد جماعت کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔مضمون نگار ''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو'' کے بعد لکھتے ہیں:۔یعنی خلیفہء برحق وہ وجود ہونگے جو روح القدس سے کھڑے کیے جائیں گے''۔حضورؑ نے ''روح القدس'' کے الفاظ کو الہامی خلفاء کیلئے استعمال کیا جبکہ مضمون نگار سفید جھوٹ بول کر اور خیانت سے کام لیتے ہوئے ان الفاظ کو اپنے انتخابی خلفاء کی طرف پھیرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔کیا یہ دجل نہیں ہے؟ حضورؑ کے الفاظ میں سے اپنے مطلب کے الفاظ کو پڑھنا اور وہ الفاظ جو مطلب کے خلاف ہوں انہیں چھوڑ دینا یا پھر ظلم اور جھوٹ کی راہ سے لفظ کو اُسکے اصل معنی سے غلط معنی کی طرف پھیرنا کیا یہ سب یہودیانہ افعال نہیں ہیں؟ یہودی بھی یہی کام کیا کرتے تھے۔ انکے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (النساء۔۴۷ جو لوگ یہودی ہیں ان میں سے بعض کلمات کو اِنکی جگہوں سے ادل بدل دیتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ظالم اور دجّال کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔آپ فرماتے ہیں۔

☆اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شئے اپنے موقعہ سے اُٹھا کر عمداً غیر محل پر رکھی جائے۔تا راہ چھپ جاوے۔اور استفادہ کا طریق بند ہو جاوے۔اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہو جاوے۔پس ظالم اسکو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔کیا کیفیت کی رو سے اور کیا کیمیت کی رو سے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔حالانکہ اسکے فعل کیلئے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو۔اور پھر اس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجّالیت کے معنی بجز اسکے کچھ نہیں۔پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔☆ (نور الحق حصہ اوّل۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۹۷)

اگر کوئی انتخابی خلیفہ حضورؑ کی کسی تحریر کے اقتباس سے آخری فقرہ غائب کر کے ختم مجددیت کا جواز نکال سکتا ہے تو پھر گھبراؤ نہیں آنیوالے وقت میں کوئی قدرت ثانیہ کا ایسا مظہر بھی آ جائیگا جو قرآنی آیت ''یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُواْ لاَ تَقْرَبُواْ الصَّلاَۃَ وَأَنتُمْ سُکَارَی۔۔۔۔ '' (النساء-۴۴) اے ایماندارو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پر مدہوشی کی کیفیت ہو'' میں سے وَأَنتُمْ سُکَارَی کے الفاظ کو غائب کر کے ختم نماز کا جواز بھی نکال لے گا۔ختم کا سلسلہ تو دین اسلام میں پہلے ہی شروع ہو چکا ہے۔پہلے ختم نبوت اور اب ختم مجددیت اور آئندہ ختم نماز والے بھی ضرور آ جائیں گے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے اس اقتباس میں قدرت ثانیہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

'' کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔اور اِس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا۔جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

اب سوال یہ ہے کہ اس قدرت ثانیہ سے کیا مراد ہے؟ اس قدرت ثانیہ سے آپؑ کے الہام اور کلام کے مطابق انتخابی خلفائے راشدین اور الہامی خلفاء مراد ہیں جنہوں نے آپؑ کے بعد آپکی جانشینی میں آنا تھا۔انتخابی خلیفہ سے مراد ایسا بزرگ ہے جس نے مومنوں کے اتفاق رائے سے منتخب ہونا تھا۔مثلاً جیسے آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ منتخب ہوئے تھے۔اور الہامی خلفاء سے مراد وہ افراد تھے جنہوں نے انتخاب کی بجائے بذریعہ روح القدس کھڑے ہونا تھا۔ مثلاً جیسے آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد سلسلہ مجددین اور ان میں حضرت بانئے جماعت کے بعد سرفہرست غلام مسیح الزماں ہے جسکی بشارت آپؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔اس زکی غلام کو آپؑ نے مصلح موعود کا نام دیا تھا۔اور یہ موعود مصلح دراصل آنیوالی صدی ہجری کا موعود مجدد بھی تھا۔اس موعود مجدد یا مصلح کا انتخاب نہیں ہونا تھا بلکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے روح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔حضورؑ کے الفاظ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد بعض لوگ منتخب ہوں گے اور یہ لوگ بطور نگراں (Care taker) انتظامی امور چلائیں گے۔اس وقت تک جب تک غلام مسیح الزماں روح القدس پا کر کھڑا نہیں ہو جاتا۔اور جب وہ روح القدس پا کر کھڑا ہو جائے گا تو بقول حضورؑ ساری جماعت کو اِسکی پیروی کرنا ہوگی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد موسوی سلسلہ میں ہر دو اقسام کے خلفاء کھڑے ہوئے تھے۔یعنی بعض کا انتخاب ہوا تھا اور بعض روح القدس پا کر کھڑے ہوئے تھے۔اسی طرح محمدی سلسلہ جو موسوی سلسلہ کی مثال ہے اس میں بھی ہر دو اقسام کے خلفاء کھڑے ہوئے یعنی بعض انتخاب کے نتیجہ میں کھڑے ہوئے مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی اسد اللہؓ اور بعض روح القدس پا کر کھڑے ہوئے مثلاً حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اور آپ سے پہلے مجددینؒ وغیرہ۔اور اب احمدی سلسلہ جو سلسلہ محمدیہ کی مثال یا ظل ہے۔اس میں خلفاء کے سلسلہ میں تخلف کیونکر ہو سکتا ہے؟ رسالہ ''الوصیت'' سے ایک سال قبل یعنی نومبر ۱۹۰۴ء میں حضورؑ نے ایک لیکچر موسومہ بہ اسلام تحریر فرمایا تھا۔اس لیکچر ''سیالکوٹ'' میں بھی آپؑ نے ایک لحاظ سے اپنے بعد قدرت ثانیہ کا ہی ذکر فرمایا تھا۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لیے ضرور تھا کہ امام آخر الزماں اسکے سر پر پیدا ہو۔اور اسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کیلئے بطور ظل کے ہو۔کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔'' (ایضاً جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸)

ان الفاظ میں حضورؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری ظلیت میں امام بھی ہونگے اور مسیح بھی۔اور پھر رسالہ ''الوصیت'' میں اپنی آخری وصیت میں آپ نے یہ وضاحت فرما دی کہ میرے بعد امام تو منتخب ہونگے اور مسیح یعنی غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود روح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔اب اگر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض امام انتخابی خلفاء کو ہی قدرت ثانیہ سمجھ بیٹھے ہیں تو یہ انکی سخت غلطی ہے۔قدرت ثانیہ کا اولین مظہر تو غلام مسیح الزماں ہے جس نے بذریعہ روح القدس ایک قطعی الہامی ثبوت کیساتھ کھڑا ہونا ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی متذکرہ بالا تحریر سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ضرور ہے کہ بعض انتخابی خلفاء کے ہاتھوں کچھ سنگین غلطیاں سرزد ہوں اور پھر انکی اصلاح کا شرف اللہ تعالیٰ غلام مسیح الزماں کو بخشے۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ حضورؑ کے بعد انتخابی خلفاء قیامت تک صراط مستقیم پر چلتے رہیں گے اور ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوگی۔ایسا سوچنا مزید ایک بڑی بھاری غلطی

ہے کیونکہ اس سے تو حضورؓ کا متذکرہ بالا بیان کہ میرے بعد امام بھی ہونگے اور مسیح بھی نعوذ باللہ لغو بن جائے گا۔ وہ اس طرح کہ ان انتخابی اماموں نے اگر کوئی غلطی نہیں کرنی تھی تو پھر اُنکے ہوتے ہوئے مسیح یا مصلح موعود کا کیا کام تھا اور اس نے کونسی اصلاح کرنی تھی؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کو جو غلام مسیح الزماں کی خبر دی تھی وہ لازماً سچی ہے اور حضورؓ کا اپنا یہ فرمانا بھی قطعی طور پر سچا ہے کہ میرے بعد امام بھی ہونگے اور مسیح بھی۔ آپکے الہام اور کلام کی یہ سچائی ہمیں خبر دے رہی ہے کہ آپؓ کے بعد منتخب امام یا خلفاء کا جو سلسلہ شروع ہوگا ان میں بعض انتخابی امام خائن بنیں گے۔ وہ اپنے ذاتی اور خاندانی مفادات کی خاطر کچھ گھپلے ضرور کریں گے اور جماعت احمدیہ کو اِسکے مقرر کردہ مشن اور صراطِ مستقیم سے بھٹکا دیں گے۔ اور یہی وہ نفسانی گند ہوگا جس کی صفائی کیلئے اللہ تعالیٰ بذریعہ روح القدس کسی کو بطور مصلح موعود کھڑا کرے گا۔

مجدد الف آخر سے مراد

مندرجہ بالا اقتباس میں حضورؓ نے فرمایا ہے کہ آپ مجدد صدی بھی ہیں اور مجدد الف آخر بھی۔ آپ مجدد صدی تھے اس بات کی تو آسانی کیساتھ سمجھ آجاتی ہے کیونکہ آپ چودھویں صدی کے مجدد تھے اسی طرح جس طرح آپ سے پہلے مجددین ہر صدی کیلئے آتے رہے ہیں۔ لیکن آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ آپ مجدد الف آخر یعنی آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں۔ آپکی ان الفاظ سے کیا مراد تھی؟ اِس ضمن میں میری گذارش ہے کہ آنحضورﷺ کے بعد تجدید کے دائرہ میں مجدد الف آخر سے وہی مراد ہے جو نبوت کے دائرہ میں خاتم النبیین سے مراد ہے۔ (۱) جس طرح سلسلہ انبیاء میں آنحضرتﷺ خاتم النبیین ٹھہرے کیونکہ نبوت کے تمام کمالات آپ کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے اسی طرح سلسلہ مجددین میں حضرت مرزا صاحبؑ مجدد الف آخر ٹھہرے کیونکہ تجدید کے تمام کمالات آپکی ذات پر ختم ہو گئے۔ (۲) جس طرح آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کا انعام پانے کیلئے آپﷺ کی غلامی ایک شرط قرار پائی اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد مجددیت کا انعام پانے کیلئے بھی آنحضرتﷺ کے علاوہ آپؑ کی غلامی ایک شرط قرار پائی ہے (۳) مزید برآں جس طرح آنحضرتﷺ کی نبوت قیامت تک کیلئے ہے لیکن اِسکے باوجود آپﷺ نے اپنے بعد ایک امتی یا غلام نبی کی خبر دی تھی تا کہ آپﷺ کے بعد پیدا ہونیوالے ختم نبوت ایسے غلط عقیدے کا قلع قمع ہو سکے بالکل اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ بھی مجدد الف آخر ٹھہرے اور آپکی مجددیت بھی قیامت تک کیلئے ہے لیکن اِسکے باوجود آپؑ نے اپنے بعد ایک مجدد یا مصلح موعود کی خبر دی ہے تا کہ آپؑ کے بعد ختم مجددیت کے فتنے اور غلط عقیدے کا دفعیہ ہو سکے۔ دراصل یہ معاملہ انسانوں کے دائرہ اختیار ہی میں نہیں کہ وہ کسی روحانی نعمت پر خاتمیت کا ٹھپہ لگاتے پھریں۔ یہ بھی واضح ہو کہ روحانی نعمتیں کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو جو روحانی نعمت بھی بخشنا چاہے وہ بخش سکتا ہے۔

رسالہ ''الوصیت'' کے اس اقتباس کو اس طرح کانٹ چھانٹ کر پڑھنے کے بعد خلیفہ رابع صاحب آگے فرماتے ہیں۔

''اس پیغام میں بہت سے فتنوں کا سدباب فرما دیا گیا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ میں پہلے بھی اُٹھے اور آئندہ بھی اُٹھنے کا احتمال رہتا ہے۔ اور اس مضمون کا گہرا تعلق خلافت آیت استخلاف سے ہے اور حقیقت میں اسی کی یہ تفسیر ہے۔ پہلے اہل پیغام جنہوں نے خلافت سے اپنا تعلق توڑا انہوں نے یہ عذر کر رکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کے حق میں وصیت کر دی ہے۔ انجمن کو خود قائم فرمادیا اور انتظامی امور اور دوسرے تمام امور میں جماعت کی سربراہ اور ہمیشہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ یہ وہ فتنہ اُٹھا تھا جس کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہمیشہ کیلئے قلع قمع فرما دیا۔ کیونکہ اس عبارت کو جب آپ غور سے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا اِسکے بعد خلافت کے سوا اور کسی انجمن کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اگر انجمن مراد ہوتی تو انجمن تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں قائم فرما دی تھی۔ یہ کیوں فرما رہے ہیں اس کا اس قدرت ثانیہ کا آنا تقاضا کرتا ہے کہ پہلے میں جاؤں۔ میرے ہوتے ہوئے وہ قدرت ظاہر نہیں ہوگی۔ پس صاف پتہ چلا وہ قدرت ثانیہ انجمن نہیں بلکہ کچھ اور اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ وجود ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی قائم مقامی اور غلامی میں کھڑے ہونگے۔ پس اسکی پہلی تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی ذات میں مجسم ہوئی۔ وہ خلافت اولیٰ وہ خلافت تھی جس کے اوپر ساری جماعت کو باندھ کر اکٹھا کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ایک موقع پر فرمایا کہ انجمن کو مخاطب کر کے تمہاری اب کیا حیثیت ہے۔ تم میرے سامنے کوئی باتیں نہ کرو۔ خدا نے تمہیں باندھ کر میری غلامی میں لا ڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے میرا مطیع کر دیا ہے۔ پس یہ وہ قدرت ثانیہ تھی جس کا وعدہ دیا جا رہا تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد آنی تھی اس سے پہلے نہیں۔ ایک یہ بعض دفعہ حیلہ تراش لیا جا تا رہا ہے کہ قدرت سے مراد تائیدِ الٰہی ہے جو قیامت تک جماعت کیساتھ رہے گی۔ تو اس کا بھی وہی جواب ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی تک تائیدِ الٰہی نے قادیان میں جھانک کے بھی نہیں دیکھا تھا؟ کیا یہ لازم کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک مسیح موعودؑ دنیا سے رخصت نہ ہوں تائیدِ الٰہی نہیں آئے گی ایسا جاہلانہ خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر جاہلانہ خیال اور کافرانہ خیال ممکن نہیں ہے کہ جس کو خدا امام مقرر فرمادے انتظار کرے کہ وہ مر جائے تو پھر تائیدِ الٰہی ظاہر ہو جو قیامت تک رہے گی۔ پس یہاں ایک نظام مراد ہے جس نظام کے مظہر مسیح موعودؑ فرماتے ہیں میری طرح بعض وجود ہونگے اور یہی وہ نظام خلافت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جاری ہوا اور قیامت تک اِسکے جاری رہنے کا وعدہ دیا گیا۔''

(اولاً) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد کھڑے ہونے والے انتخابی اور الہامی خلفاء کی بات تو میں اوپر تفصیلاً کر چکا ہوں۔ اگر اس سے ہٹ کر کوئی ایسا نظام خلافت بنے جس میں نظام کیساتھ کوئی خاندان افراد جماعت پر مسلط ہو جائے تو ایسا جھوٹا نظام جس کی روح ہی غیر اسلامی ہو ایسے نظام خلافت اور اِسکے بنائے ہوئے خلفاء کی حیثیت کوڑی کی بھی نہیں۔ تھوڑے بہت فرق کیساتھ ایسے ہی نظام خلافت امویوں اور عباسیوں نے بھی بنا رکھے تھے۔ (ثانیاً) اگر یہ اِنتخابی خلافت ہی قدرت ثانیہ تھی تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی زندگی میں خلیفہ رابع صاحب کے نانا جان میر ناصر نواب اور دیگر افرادِ خاندان اُن یعنی خلیفہ اوّل سے قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کیوں کرواتے رہے۔؟ اور پھر جب بشیر الدین محمود احمد خلافت احمدیہ کے منصب پر بیٹھ گئے تو پھر یہی خلافت قدرت ثانیہ بن گئی۔ یہ بھی واضح رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل خلافت احمدیہ کو قدرت ثانیہ نہیں سمجھتے تھے اور خاکسار اِسکی تفصیل آئندہ مضامین میں لکھے گا۔ (ثالثاً) جہاں تک تائیدِ الٰہی کا تعلق ہے تو یہ تائیدِ الٰہی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو لحہ بہ لحہ حاصل تھی اور اِسی تائیدِ الٰہی کے ساتھ آپ کھڑے ہوئے تھے۔ (رابعاً) یہ بات درست ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد صدر انجمن احمدیہ نہیں تھی بلکہ اس سے مراد سلسلہ احمدیہ میں روح القدس پا کر کھڑے ہونیوالے وجود ہیں اور اس طرح قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر غلام مسیح الزماں ہوگا۔ لیکن خلفائے راشدین کو بھی ہم قدرت ثانیہ کے مظاہر کہہ سکتے ہیں۔ (خامساً) حضورؑ نے صدر انجمن احمدیہ بنائی اور یہ آپکی مطیع تھی۔ حضورؑ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ آپکے جانشین بنے۔ بالکل اِسی طرح صدر انجمن احمدیہ کو آپکے جانشین کی بھی مطیع ہونا چاہیے تھی۔ اگر بعد ازاں صدر انجمن نے کسی خلیفہ کی اطاعت سے انکار کیا تو یہ اُسکی غلطی تھی۔ اطاعت کے معاملہ میں جو تعلق خلیفہ اور صدر انجمن میں تھا وہی معاملہ بعد ازاں بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ زکی غلام مسیح الزماں اور اُس خلیفہ کا ہے جس کے وقت میں وہ روح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔ جو غلطی صدر انجمن نے خلیفے کا انکار کر کے کی تھی وہی غلطی خلیفہ رابع صاحب نے غلام مسیح الزماں کے دعویٰ کو دہا کر دہرائی ہے۔ آگے خلیفہ رابع فرماتے ہیں۔

''پھر ایک اور فتنہ یہ بھی اُٹھایا جا تا رہا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زندگی میں خصوصیت سے، بڑے منظّم طریق پر ایک پروپیگنڈے کے ذریعہ جماعت میں یہ خیال پھیلائے گئے کہ خلافت ٹھیک ہے لیکن وہ جو مجددیت کا وعدہ ہے وہ دائمی ہے اور اب وقت قریب آرہا ہے۔ صدی ختم ہونے کو آرہی ہے اِس لیے اب مجدد کا انتظار کرو اور مجدد کو تلاش کرو۔ جماعت میں کہیں بھی مجدد پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ قدرت قیامت تک ہے اور خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت تک یہ قدرت منقطع نہیں ہوگی۔ پس خلافت اگر قیامت تک قائم ہے تو اِسکے ہوتے ہوئے سوال کیا باقی رہ جاتا ہے؟ اور یہ فتنہ پرداز اس بات کو بھول گئے کہ حضرت اقدس محمد رسول ﷺ نے جہاں مجددیت کی پیشگوئی فرمائی وہاں قیامت تک کا کوئی ذکر نہیں فرمایا لیکن جہاں مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی وہاں یہ وعدہ فرمایا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ جو وعدے ہیں دراصل مسیح موعود کے آنے تک کی دیر ہے۔ جب مسیح موعود آجائیں گے تو پھر فرمایا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ پھر خلافت قائم ہوگی اور منہاج نبوت پر قائم ہوگی۔''

یہاں میرا سوال ہے کہ وہ مجددیت کی نعمت جس کی خبر آنخضرت ﷺ نے اپنی امت کو فرمائی تھی۔ اب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد خلفاء کیلئے یہ نعمت کیا نعوذ باللہ فتنہ بن گئی؟ خلیفہ رابع فرماتے ہیں کہ جہاں آنخضرت ﷺ نے مجددیت کا ذکر فرمایا ہے وہاں قیامت کا ذکر نہیں فرمایا (نفسانی حیلے۔ناقل) یہاں پھر میرا سوال ہے کہ آنخضور ﷺ کے مجددیت کے اس ارشاد کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ زیادہ بہتر جانتے تھے یا کہ آپؑ کے بعد آپکے انتخابی خلفاء صاحبان؟ کیا اب خلیفہ صاحب رابع نعوذ باللہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تصحیح فرما رہے ہیں؟ اِناللہ و انا الیہ راجعون۔ آنخضور ﷺ کے مجددیت سے متعلق ارشاد کی حضرت مہدی و مسیح موعود نے اس طرح تشریح فرمائی ہے۔

(۱) ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ رواہ ابوداؤد۔ یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ میں تخلف ہو۔'' (روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۲۰۰)

(۲) ''جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اِس اُمت کی اِصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اُس کے دین کو نیا کرے گا لیکن چودھویں کیلئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اِس قدر اِشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو اِن سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا ہاں اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ ظہور کرے گا تو علماء اِس کے کفر کا فتویٰ دیں گے اور نزدیک ہے کہ اِس کو قتل کر دیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۸)

(۳) اوّل وہ پیشگوئی رسول اللہ ﷺ جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کرے گا اور اُسکی کمزوریوں کو دُور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اُس کو لے آوے گا۔ اِس پیشگوئی کے رُو سے ضرور تھا کہ کوئی شخص اِس چودھویں صدی پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کیلئے پیش قدمی دکھلاتا۔ سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا۔ (ایضاً جلد ۵ صفحہ ۳۴۰)

ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہر صدی کے سر پر آنے والے مجدد کے متعلق آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تصدیق فرمائی ہے کہ وہ سچا ہے۔حضورؑ نے آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کو پیش کر کے اپنے مخالفین کو ملزم کیا اور فرمایا کہ چونکہ پچھلی ہر صدی میں ایک مجدد آیا ہے اور کیا وجہ ہے کہ اب چودھویں صدی میں نہیں آئے گا؟ میرا ان خلفاء سے سوال ہے کہ آنحضور ﷺ کا یہ مبارک ارشاد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے پہلے اور آپکے زمانہ تک تو ایک عظیم نعمت رہا ہے اور اب حضورؑ کے بعد تم اس مبارک ارشاد کو فتنہ کیوں کہہ رہے ہو؟ جبکہ حضورؑ نے اپنے بعد ایک زکی غلام کی بطور مصلح موعود خبر دی ہوئی ہے اور اُسکے متعلق فرمایا ہے کہ وہ روح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔دوسرا سوال یہ کہ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد صدیوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا؟ جہاں تک اس حدیث رسول ﷺ کے قیامت تک نافذ العمل ہونے کا تعلق ہے تو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

(۱)''۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔قبل دوپہر۔ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا:۔

اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اس لیے مسیح علیہ السلام پر آپکے خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لیے اس میں قیامت تک ہی مجدد دین آتے رہیں گے۔اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ نہیں کہ کوئی اور بھی آجائے گا۔ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے اور پھر بغتۃً قیامت آجائے گی۔(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

(۲)''منجملہ انکے ایک المر کے لفظ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ لفظ مجددوں اور مرسلوں کے سلسلہ جاریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو قیامت تک جاری ہے۔اب اس سلسلہ میں آنیوالے مجددوں کے خوارق، اُنکی کامیابیوں، اُنکی پاک تاثیروں وغیرہ وجوہات احکام آیات کو گن بھی نہیں سکتے۔''(ایضاً جلد ۲ صفحہ ۶۳)

(۳)''تعجب کی بات ہے کہ تجدید کا قانون یہ روزمرہ دیکھتے ہیں۔ایک ہفتہ کے بعد کپڑے بھی میلے ہو جاتے ہیں اور انکے دھلانے کی ضرورت پڑتی ہے۔لیکن کیا پوری صدی گزر جانے کے بعد بھی مجدد کی ضرورت نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا۔کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اصلاح خلق کیلئے آتا ہے کیونکہ صدی کے اس درمیانی حصہ میں بہت سی غلطیاں اور بدعتیں دین میں شامل کر لی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کبھی پسند نہیں فرماتا کہ اسکے پاک دین میں خرابی رہ جاوے۔اسلئے وہ انکی اصلاح کی خاطر مجدد بھیج دیتا ہے۔''(ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۵)

(۴)''نو وارد۔کیا یہ ضروری ہے کہ ہر صدی پر مجدد ہونا چاہیے؟

حضرت اقدس۔ہاں یہ تو ضروری ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے۔بعض لوگ اس بات کو سن کر پھر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب کہ ہر صدی پر مجدد آتا ہے تو پھر تیرہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتاؤ۔میں اس کا پہلا جواب یہ دیتا ہوں کہ ان مجددوں کے نام بتانا میرا کام نہیں۔یہ سوال آنحضرت ﷺ سے کرو۔جنہوں نے فرمایا ہے کہ ہر صدی پر مجدد آنا ہے۔اس حدیث کو تمام اکابر نے تسلیم کر لیا ہے۔شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس کو مانتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے۔اور حدیث کی کتابیں جو موجود ہیں ان میں یہ حدیث پائی جاتی ہے۔کسی نے کبھی اس کو پھینک نہ دیا اور نہ کہا کہ یہ حدیث نکال دینی چاہیے جبکہ یہ بات ہے تو پھر مجھ سے فہرست کیوں مانگی جاتی ہے۔''(ایضاً جلد ۵ صفحہ ۱۰۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ سلسلہ مجددین کے قیامت تک جاری رہنے کیلئے کیا قطعی ثبوت نہیں ہیں؟ کیا خلیفہ رابع کیلئے بھاگنے کی کوئی راہ ہے؟ لیکن افسوس ہے جو لوگ تقویٰ اور رشد و ہدایت کو چھوڑ کر اپنے انفاس کو قبلہ بنالیں ان کو کون ہدایت دے؟ ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی سمجھا سکتا ہے۔خلیفہ رابع فرماتے ہیں کہ۔

''جب مسیح موعود آجائیں گے تو پھر فرمایا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ پھر خلافت قائم ہوگی اور منہاج نبوت پر قائم ہوگی۔''

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو خلافت راشدہ قائم ہوئی تھی کیا وہ خلافت منہاج نبوت پر قائم نہیں ہوئی تھی؟ یقیناً یہ خلافت راشدہ بھی منہاج نبوت پر ہی قائم ہوئی تھی اور اسکے بالمقابل خلافت احمدیہ اور اِسکے خلفاء کی حیثیت ہی کیا ہے؟ اور جب یہ خلافت راشدہ تیس (۳۰) سال کے بعد ختم ہو کر بادشاہت میں بدل گئی تو پھر انتخابی خلافت احمدیہ کی کیا گارنٹی ہے؟ اور جب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اپنے بعد ایک موعود مصلح کی خبر بھی دے چکے ہوں کہ وہ روح القدس پا کر کھڑا ہوگا تو پھر حضورؑ کے اس وعدہ کے بعد تو یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ آپؑ کے بعد انتخابی خلافت ضرور گمراہ ہوگی اور یہی ۱۹۱۴ء کے بعد ہوا۔خلیفہ رابع صاحب آگے فرماتے ہیں۔

''اور یہ وہ خلافت ہے جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے۔یہ وہ خلافت ہے جو مومنین سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعودؑ یہاں واضح فرما رہے ہیں جیسا کہ آیت استخلاف میں تھا۔وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْض کیسی باریک عارفانہ نظر ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ قرآن کی آیات پر نظر رکھتے ہیں اور انکی تفسیر کرتے ہیں خواہ حوالہ دیں یا نہ دیں۔وہ مضمون آپکی سرشت میں ایسا سرایت فرما چکا ہے کہ جب بھی بات کرتے ہیں قرآن کی بات کرتے ہیں۔تو دیکھیں فرمایا یہ وعدہ میری نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت ہے۔یہ جماعت احمدیہ سے وعدہ دیا گیا ہے چنانچہ آیت میں بھی گو مخاطب آنحضور ﷺ تھے لیکن وعدہ آپ کے غلاموں سے کیا گیا

ہے۔وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ آمَنُوا مِنكُمۡ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُم فِيۡ الۡأَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِن قَبۡلِهِمۡ پس اس فتنے کا بھی ہمیشہ کیلئے حل فرما دیا گیا۔‘‘ ان الفاظ میں خلیفہ رابع صاحب فرمارہے ہیں کہ’’اور یہ وہ خلافت (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد انتخابی خلافت ۔ناقل) ہے جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے۔ یہ وہ خلافت ہے جو مومنین سے وعدہ کیا گیا ہے۔‘‘ پہلے میں یہاں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے حوالے سے تھوڑی سی روشنی آیت استخلاف پر ڈالتا ہوں کیونکہ احباب جماعت کیلئے صرف آپؑ کی تشریح ہی حجت ہے۔

آیت اِستخلاف

رسالہ’’الوصیت‘‘ میں حضورؑ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر فرما کر بعد ازاں اس آیت کا حوالہ دیا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ انتخابی خلافت راشدہ بھی اس آیت کی مصداق ہوتی ہے لیکن اوّل طور پر اس آیت کے مصداق الہامی خلفاء ہوتے ہیں۔انتخابی خلافت جب تک راشدہ رہے تب تک تو یہ اس آیت کی مصداق کہلا سکتی ہے۔لیکن جب یہ ملوکیت اور بادشاہت میں بدل جائے تو پھر ہم ایسے انتخابی امام یا خلفاء کو اس آیت کا مصداق قرار نہیں دے سکتے۔اموی اور عباسی حکمران بھی اپنے آپ کو خلفاء ہی کہلواتے تھے لیکن کیا ہم اموی اور عباسی خلفاء پر اس آیت کا اطلاق کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔اسی آیت کے حوالہ سے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام بعض دیگر مقامات پر ارشاد فرماتے ہیں۔

’’اور منجملہ دلائل قویہ قطعیہ کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو مسیح موعود اسی اُمت محمدیہ میں سے ہوگا قرآن شریف کہ یہ آیت ہے۔وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ آمَنُوا مِنكُمۡ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُم فِيۡ الۡأَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِن قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ الخ یعنی خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے۔جو ان کو زمین پر اُنہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے گزر چکے ہیں خلیفے مقرر فرمائے گا۔اس آیت میں پہلے خلیفوں سے مراد حضرت موسیٰ کی اُمت میں سے خلیفے (موسوی سلسلہ کے انبیاء۔ناقل) ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت قائم کرنے کیلئے پے در پے بھیجا تھا۔اور خاص کر کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دین موسوی کے مجدد تھے خالی نہیں جانے دیا۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳)

آیت اِستخلاف کی حقیقت کے متعلق حضورؑ کے مندرجہ بالا الفاظ بڑے واضح ہیں۔آپ نے اِس آیت کا مصداق موسوی سلسلہ کے انبیا اور محمدی سلسلہ کے مجددین کو قرار دیا ہے۔ خاکسار بھی پہلے عرض کر چکا ہے کہ سورۃ نور کی آیت نمبر ۵۶ جسے عرف عام میں آیت اِستخلاف کہا جاتا ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور آپ کی اُمت سے جس خلافت کا وعدہ کیا ہے وہ اولاً خلافت علیٰ منہاج نبوت یعنی نبیوں والی یا اِلہامی خلافت ہے۔ہاں جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے رسالہ’’الوصیت‘‘ میں اس آیت کے مصداق چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی قرار دیا ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت اِستخلاف کے مصداق اُمت کے خلفائے راشدین بھی ہو سکتے ہیں۔لیکن یہ یاد رہے کہ خلافت کے نام پر جو ملوکیت اُمتوں یا جماعتوں پر قبضہ جمالیتی ہے ایسے ملوک اور مذہبی آمر اِس آیت کے ہرگز مصداق نہیں ہو سکتے۔اِسی سلسلہ میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

’’افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے‘‘(ایضاً جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں۔’’خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اِن کو خلیفہ کہتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

یہاں گذارش کرتا ہوں کہ حضورؑ کے بعد وہ انتخابی خلفاء (بظاہر انتخابی لیکن درحقیقت نامزد) جو اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کرتے کرتے آپ کی جماعت کو تاریکی میں دھکیل چکے ہوں وہ اس آیت کے مصداق کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس آیت کریمہ کا مصداق اوّلین طور پر آپکا وہ روحانی فرزند ہے جس نے اس تاریکی کو دور کرنے کیلئے روح القدس پا کر کھڑا ہونا ہے۔طرفہ تماشا یہ کہ گمراہی پھیلانے والے یہ انتخابی خلفاء ہی اس آیت استخلاف کے مصداق بن بیٹھے۔اور جہاں تک کسی مجدد یا مصلح پر ایمان لانے کی بات ہے تو غلام مسیح الزماں پر ایمان لانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا خود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر کیونکہ بقول حضورؑ غلام مسیح الزماں پیشگوئی مسیح موعود میں شامل ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

’’یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَن كَفَرَ بَعۡدَ ذَلِكَ فَأُوۡلَئِكَ هُمُ الۡفَاسِقُون ۔یعنے بعد اسکے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اِن کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

پھر آگے خلیفہ رابع صاحب فرماتے ہیں۔

''اگر کوئی تجدید کی ضرورت پڑتی ہے تو ہمیشہ انقطاع کے بعد پڑا کرتی ہے اور دراصل تجدید کے وعدے میں خلافت راشدہ کی دردناک انقطاع کی خبر بھی دی گئی ہے۔ اگر خلافت راشدہ جاری رہتی تو کسی اور مجدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور نہ ہر صدی کے سر پر خلافت کیساتھ ایک رقیب اُٹھ کھڑا ہوتا اور صدی درصدی امت اِلٰہی منشاء کے مطابق منقطع ہو جاتی اور کاٹی جاتی اور متفرق ہو کر بکھر جاتی۔ پس کیسی جاہلانہ سکیم ہے، کیسا جاہلانہ تصور (اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر نعوذ باللہ من ذالک یہ جاہلانہ تصور تو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ دینے والے ہیں ناقل) ہے جو یہ لوگ اللہ کی طرف منسوب کرتے رہے اور طرح طرح کی دل آزاریوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دل کو چرکے لگاتے رہے۔ آپ نے بارہا جماعت کو کھلے بندوں سمجھانے کی کوشش کی لیکن یہ فتنہ اسی طرح مقابل پر سر اونچا کیے رہا یہاں تک کہ خدا نے اس فتنے کا سر توڑ دیا اور خدا نے ثابت کر دیا کہ خلیفۃ المسیح الثالث کی تعبیر درست تھی جو تفسیر آپ نے فرمائی تھی اور وہی سچی تفسیر تھی اور پھر خدا کی تائیدی گواہی اور عملی گواہی نے ہمیشہ کیلئے اس فتنے کا سر کچل دیا ان لوگوں کیلئے جن میں ایمان اور شرافت اور تقویٰ ہو۔ جن کے دل ٹیڑھے ہیں ان کیلئے تو کوئی وعدہ نہیں ہے۔ ان کو تو قرآن بھی ہدایت نہیں دے سکتا کیونکہ جو دل تقویٰ سے عاری ہو اس کیلئے کوئی ہدایت نہیں۔ مگر میں جماعت احمدیہ کو مخاطب ہوں جن کی بھاری اکثریت کے متعلق میں جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ تقویٰ پر قائم ہیں۔ اسلئے کہ خدا کا سلوک ان سے وہ ہے جو متقیوں سے کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ خدا کی وہ تائیدات ان کو نصیب ہیں جو متقیوں کو نصیب ہوا کرتی ہیں۔ پس دلوں پر تو میری کوئی نظر نہیں مگر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں بتا رہی ہیں کہ وہ متقیوں کی جماعت ہے جس کیساتھ وہ مسلسل اس قدر کثرت کیساتھ احسان اور رحمت اور فضلوں کا سلوک فرماتا چلا جا رہا ہے۔ پس وہ متقی جو میرے مخاطب ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھ لیں گے۔ درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جس قدرت ثانیہ کو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا وہ قیامت تک کیلئے ہے اور قیامت تک کیلئے غیر منقطع ہے۔ پس جب وہ قدرت غیر منقطع ہے تو اُسکے ہوتے ہوئے کیا ضرورت ہے کہ ایک اور شخص کسی اور شخص کو بطور مجدد کھڑا کیا جائے''۔

خلیفہ رابع صاحب فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو مجددین کی خبر عطا فرمائی تھی اس میں دراصل خلافت راشدہ کے اِنقطاع کی خبر موجود تھی۔ (اولاً) میری گذارش ہے کہ اگر آنحضور ﷺ کی مجددین کی پیشگوئی میں خلافت راشدہ کے انقطاع کی خبر موجود تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے الہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو جس زکی غلام کی خبر بخشی تھی اور حضورؑ نے اپنے الفاظ میں اپنی جماعت کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ زکی غلام میرے بعد بطور مصلح موعود روح لقدس پا کر کھڑا ہوگا۔ تو پھر کیا اس وعدے میں اس انتخابی خلافت جو آپکے وصال کے بعد شروع ہوئی کے انقطاع کی خبر کیوں موجود نہیں۔؟ یقیناً اس مصلح موعود کی خبر کیساتھ جماعت احمدیہ میں حضورؑ کے بعد جاری ہونے والی انتخابی خلافت کے انقطاع کی خبر موجود ہے اور قیامت تک یہ غیر منقطع کیسے ہوسکتی ہے۔؟ (ثانیاً) یہ کہ وہ غلام مسیح الزماں جس نے روح القدس پا کر کھڑے ہونا ہے۔ کیا یہ انتخابی خلفاء اُس کو اپنا رقیب سمجھ رہے ہیں؟ انتخابی خلافت کو تو یہ لوگ اپنے نفسانی خواہشات کی بدولت ۱۹۱۴ء کے بعد ملوکیت میں بدل کر منقطع کر بیٹھے ہیں اور پھر اس ملوکیت کو دوبارہ خلافت راشدہ میں بدلنے کیلئے جس مصلح موعود نے آنا ہے اُس کو یہ اپنا رقیب بتا رہے ہیں۔ اور عجیب تماشا کی یہ بات کہ ان خلفاء (خلیفہ ثالث اور رابع) کا والد خلیفہ ثانی صاحب جو کہ پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا۔ وہ اپنے دور خلافت میں مصلح موعود کا جھوٹا دعویٰ کر کے اس پیشگوئی کو اپنے زعم میں ہضم کرنے کی ناکام کوشش کر چکا ہے۔ اور یہ ناکام کوشش اسلئے کی گئی تھی تا کہ بعد از اں خلافت کے نام پر اُسکی اولاد کیلئے حکومت کا راستہ صاف ہو جائے اور وہ موعود مصلح آکر رنگ میں بھنگ میں نہ ڈال دے۔ (ثالثاً) وہ لوگ جو ان نام نہاد خلفاء (ثانی، ثالث اور رابع) کے ختم مجددیت کے جھوٹے پروپیگنڈے کی ہاں میں ہاں ملائیں وہ تو شریف اور متقی ہیں۔ اور وہ لوگ جو مجددین سے متعلق آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد اور مہدی و مسیح موعودؑ کے فرمودہ غلام مسیح الزماں کا ذکر کریں تو وہ غیر متقی اور ٹیڑھے دلوں والے لوگ ہیں۔ یہ عجیب خلفائے راشدین ہیں جنہوں نے خلافت کے نام پر اپنی حکومت کو دوام دینے کیلئے اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ اور مہدی و مسیح موعودؑ کے نام کو بطور حربہ غلط رنگ میں بے دریغ استعمال کیا۔ پھر آگے فرماتے ہیں۔

''اور اگر کوئی یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی زمانے کی حد نہیں لگائی اسلئے قیامت تک کیلئے اس حدیث کا اثر جاری ہے۔ تو ایسے سوچنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ قیامت تک کیلئے اس وقت کے خلیفہ کو (بزعم خویش۔ ناقل) کیوں خدا مجدد نہیں بنا سکتا جو صدی کے سر پر کھڑا ہوا اور اس صدی کے غیر معمولی تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے کسی تجدید کی ضرورت سمجھے۔

پس اس حدیث نبوی کا آیت استخلاف سے کوئی ٹکراؤ نہیں بلکہ دراصل آیت استخلاف کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے جس طرح پانی کے بعد تیمم کا ذکر کیا جاتا ہے۔''

یہ نام نہاد انتخابی خلفائے مہدی معہود اس بات کیلئے تو تیار تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو تجدید اور اصلاح کیلئے چن لے تو پھر آنحضور ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مجددین کے آنے سے متعلق ارشادات ٹھیک ہیں۔ اور ایسی صورت میں اس حدیث اور آیت استخلاف میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ ان الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح ان لوگوں نے ایک غیر اسلامی اور جبری نظام کیساتھ معصوم احمدیوں کو جکڑ لیا ہے اسی طرح یہ مذہبی بھیڑیے اللہ تعالیٰ کو بھی ہائی جیک کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ اِن کی نفسانی خواہشوں کا پابند ہو جائے۔ لیکن اگر ان کے ہوتے ہوئے کسی اور وجود کو اللہ تعالیٰ تجدید اور اصلاح دین کیلئے کھڑا کر دے تو یہ بات اِنکی برداشت سے باہر ہے۔ ان لوگوں نے عجیب وغریب الٹا پیمانہ

بنایا کہ وہ لوگ جو انتخاب کے نتیجے میں خلیفہ بنیں وہ جو قدم قدم پر اپنے نفس کا شکار ہوسکتے ہیں وہ تو پانی کی طرح ہیں اور پانی کا حکم رکھتے ہیں۔لیکن وہ مصفا وجود جس کو اللہ تعالیٰ الہام کیساتھ کھڑا کرے وہ تیمّم کے حکم میں ہے یعنی تیمّم کی حیثیت رکھتا ہے۔میں ان نام نہاد انتخابی خلفاء سے پوچھتا ہوں کہ آنحضوﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ الہام کیساتھ کھڑے ہوئے تھے۔یہ الہام کے ساتھ کھڑے ہونے والے وجود کیا تیمّم کی حیثیت رکھتے تھے؟اور اِنکے بعد اِنکے جانشین بننے والے کیا پانی کی حیثیت رکھتے تھے؟اِناللہ واِنا الیہ راجعون۔اگر یہ جانشین بننے والے وجود پانی کی حیثیت رکھتے تھے تو پھر یہ پانی تو آنحضوﷺ کے تیس (۳۰) سال بعد ہی ختم ہوگیا تھا اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد یہ پانی چھ (۶) سال کے بعد ختم ہوگیا۔تاریخ اسلام گواہ ہے کہ بعد ازاں ملوک اور بادشاہ آگئے تھے۔امر واقع یہ ہے کہ الہام کیساتھ کھڑے ہونے والے پانی کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ لوگ نفس سے کھوئے جاتے ہیں اور مصفا کیے جاتے ہیں جبکہ اِنکے جانشین بننے والے انتخابی خلفاء کیساتھ ان کا نفس بھی ہوتا ہے اسلئے وہ تیمّم کی حیثیت رکھتے ہیں۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں جگہ جگہ یہ ذکر فرمایا ہے کہ جب بارش کو ہوئے دیر ہو جائے تو کنوؤں کا پانی بھی گندلا اور کڑوا ہو جاتا ہے۔لیکن بارشوں کے بعد اِنکا پانی نہ صرف صاف بلکہ بلند بھی ہو جاتا ہے۔آپؑ نے فرمایا ہے یہی حال انسانوں کا ہے۔جب تک کسی دل پر الہامی بارش نہیں ہوتی اس وقت تک انسان اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے بھٹکتے پھرتے ہیں۔اور جب کسی دل پر الہام کی بارش ہو جاتی ہے تو پھر عام انسانوں کے دلوں میں بھی نیکی کی تحریک پیدا ہونے لگتی ہے۔خلیفہ رابع صاحب آگے فرماتے ہیں۔

''اگر خلافت قائم نہ رہے تو خدا اس امت کو چھوڑے گا نہیں اور تسلسل نہیں تو کم از کم صدی کے سر پر ضرور کوئی ایسا ہدایت یافتہ وجود بھیج دیگا جو اس وقت تک جمع ہوئی گمراہیوں کا ازالہ فرمائے گا یا ایک سے زائد ایسے وجود بھیج دے گا جو مختلف جگہوں پر تجدید دین کا کام کرینگے۔جب خلیفہ موجود ہو تو پھر خلافت سے الگ کسی تجدید کی ضرورت نہیں اور وہ خلافت جس کا مسیح موعود سے وعدہ کیا گیا ہے۔اتنی نمایاں طور پر اِلٰہی تائید یافتہ خلافت ہے کہ اِسکے ہوتے ہوئے اگر آپ تجدید کا تصور کریں تو یہ ماننا لازم ہوگا کہ خلافت ہلاک ہو چکی ہے۔اس میں کوئی تقویٰ کی روح باقی نہیں رہی ایسی صورت میں پھر کوئی الگ مجدد اگر کھڑا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔اللہ کے کام جب ظاہر ہوتے ہیں تو خود اپنا ثبوت اپنی ذات میں رکھتے ہیں کسی بحث کے محتاج نہیں ہیں۔''

میں عرض کرتا ہوں کہ خلافت راشدہ تو ۱۹۱۴ء کے بعد ہلاک کر دی گئی تھی۔وہ کیسے۔؟ وہ اس طرح کہ جس مصلح موعود کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو خبر دی تھی۔یہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ تو خلیفہ ثانی نے جھوٹے طور پر کر دیا۔حالانکہ خلیفہ ثانی صاحب اس پیش خبری کے وعدہ ہی میں نہیں آتے۔اور یہ جھوٹا دعویٰ بھی اس لئے کیا تا کہ اپنی اولاد یا کم از کم اپنے خاندان کیلئے خلافت کے نام پر اقتدار کا راستہ صاف ہو جائے۔اگر جماعت احمدیہ کا کوئی فرد یہ ثابت کر دے کہ خلیفہ ثانی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آتے ہیں یا وہ سچے مصلح موعود تھے تو میں ہر قسم کا جرمانہ دینے کیلئے تیار ہوں۔اور اگر کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا تو پھر یہ بات ثابت ہوگئی کہ خلیفہ ثانی نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے ۱۹۱۴ء کے بعد احمدی خلافت راشدہ کو ہلاک کر دیا تھا۔اور پھر خلیفہ ثانی کے بعد اُسکی اولاد یعنی خلیفہ ثالث اور رابع نے ختم مجددیت کا ٹھپہ لگا کر اس ہلاکت کو کمال تک پہنچا دیا۔اِسکے بعد ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ اس موعود مصلح یا مجدد کو اصلاح جماعت کیلئے روح القدس کیساتھ کھڑا کرتا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اس موعود رحمت کا مصداق ہونے کی خبر دی جس کا وعدہ اس نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں فرمایا تھا۔اور پھر مجھے ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْھَرُالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' بنا کر اس الہامی پیشگوئی کا مجھے الہامی ثبوت بخشا۔مارچ ۱۹۹۳ء میں میں نے اپنا یہ دعویٰ اور اس کا الہامی ثبوت خلیفہ رابع کے سامنے رکھ دیا۔خلیفہ رابع صاحب نے میرے اسی دعویٰ کے جواب میں یہ خطبہ جمعہ دیا اور اپنی موت تک افرادِ جماعت کو میرے دعویٰ اور اِسکے الہامی ثبوت سے لاعلم رکھا۔کیا خلفائے راشدین کا یہی طرز عمل ہوا کرتا ہے۔؟ لیکن جہاں آپ نے انتخابی خلافت کو اِلٰہی تائید یافتہ کہا ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اُنہیں پہلے یہ واضح کرنا چاہیے تھا کہ اُن کی یہاں اِلٰہی تائید یافتہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ پہلے اِلٰہی تائید کی تعریف تو کرتے؟ اگر خلیفہ صاحب کی اس اِلٰہی تائید سے مراد نظام اور مال کی طاقت تھا تو پھر مثلاً حضرت موسیٰ اور ہارون علیھم السلام کے مقابلہ میں اُنکے وقت کے ظالم اور جابر فرعون کو بھی زیادہ تائید یافتہ سمجھنا پڑے گا۔کیا یہ ظالم فرعون تائید یافتہ تھا؟

آج سے دو ہزار سال پہلے منظّم یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو صلیب پر کھینچوایا تھا۔یہ یہودی بھی اپنے آپ کو اِلٰہی تائید یافتہ ہی سمجھتے تھے۔میرا احباب جماعت سے سوال ہے کہ کیا یہ یہودی اِلٰہی تائید یافتہ تھے؟ اسی طرح آنحضوﷺ کے زمانہ میں مشرکین مکہ بھی اپنے آپ کو اِلٰہی تائید یافتہ سمجھتے تھے اور آپﷺ کو نعوذ باللہ مجنون اور جادوگر خیال کرتے تھے۔اور آپﷺ کو ان مشرکوں نے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔کیا یہ مشرکین مکہ بھی اِلٰہی تائید یافتہ تھے؟ ایک صدی قبل مخالفین مہدی و مسیح موعودؑ بھی اپنے آپ کو اِلٰہی تائید یافتہ اور دین اسلام کے نمائندے سمجھتے تھے۔میرا خلیفہ رابع کے جانشین سے سوال ہے کہ کیا وہ اِلٰہی تائید یافتہ اور دین اسلام کے نمائندے تھے؟ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے جو عوام کی منتخب اور نمائندہ اسمبلی تھی نے افراد جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔یہ منتخب اسمبلی بھی اپنے آپ کو اِلٰہی تائید یافتہ ہی

سمجھتی تھی۔ کیا یہ منتخب اسمبلی بھی آپکے خیال میں الٰہی تائید یافتہ تھی؟ آپکی منطق کے مطابق تو یہ منتخب اسمبلی بھی الٰہی تائید یافتہ لگتی تھی۔ ۱۹۸۴ء کے آغاز میں پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس نافذ کر کے افراد جماعت احمدیہ کا پاکستان میں عرصہ حیات تنگ کر دیا اور وہ بھی اپنے آپ کو الٰہی تائید یافتہ ہی سمجھتا تھا۔ کیا وہ بھی الٰہی تائید یافتہ تھا؟ آج امریکی صدر بش جس نے دین اسلام اور عالم اسلام کو مٹانے کا عزم کر رکھا ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو الٰہی تائید یافتہ ہی سمجھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے آسمان سے احکامات مل رہے ہیں۔ کیا وہ بھی الٰہی تائید یافتہ ہے؟ خلیفہ رابع کی الٰہی تائید سے بھی یہی مراد تھی اور ہے۔ خلیفہ ثانی نے بھی ایک غیر اسلامی اور جبری نظام کیساتھ افراد جماعت احمدیہ سے آزادی ضمیر کا حق چھین کر اُنہیں قابو میں کر لیا ہے۔ کیا یہ الٰہی تائید ہے؟ اگر یہ الٰہی تائید ہے تو پھر دنیا میں ہر طاقتور کو الٰہی تائید یافتہ ہی ماننا پڑے گا۔

میرا دوسرا سوال ہے کہ افراد جماعت احمدیہ سے آزادی ضمیر کا، غور وفکر کا، سوچ اور سوال کا حق چھین کر اُنہیں اخراج اور مقاطعہ کی تلوار کیساتھ اندھی اطاعت پر مجبور کرنا کیا یہ اسلام ہے؟ میرے خیال میں یہ اسلام تو ہو نہیں سکتا کیونکہ دین اسلام میں جبر نہیں۔ ہاں شاید یہ محمودی برانڈ اسلام ہو جو خلیفہ ثانی نے متعارف کروایا ہے۔ کیا یہ الٰہی تائید ہے؟ اطاعت ہوتی ہے سچ کی نہ کہ جھوٹ کی۔ آپ لوگوں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد کو جس طاغوتی طاقت اور سیاست کا شکار بنایا اسی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاکستانی ملانوں کے ہاتھوں غیر مسلم قرار دلوا دیا۔ حضورؑ کی روحانی ذریت کو تو آپ لوگوں نے ایک فرعونی بلکہ اس سے بھی بدتر نظام کیساتھ یرغمال بنا لیا ہے اگر طاقت رکھتے ہو تو ان ملانوں کا بھی کچھ بگاڑ کر دکھاؤ؟ یہ تھا معصوم احمدیوں کی آہ کا نتیجہ اور یہ تھی اللہ تعالیٰ کی لاٹھی اور مکافات عمل۔ اب ان الفاظ کے بعد شاید مجھ پر ملانوں کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگا دیا جائے کیونکہ ہر دور میں آمروں نے خدا تعالیٰ کے چنیدہ بندوں پر ایسے ہی جھوٹے الزام لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس بے آواز لاٹھی کے نتیجہ میں آج آپ انگلستان میں پناہ لے کر بیٹھے ہو اور ہم مظلوم احمدی یہودیوں کی طرح یورپ اور امریکہ میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ کم از کم اب بھی عقل سے کام لو اور یورپ کے جمہوری طریق کار سے ہی سبق سیکھ لو۔ ان مغربی قوموں نے سب سے پہلے پاپائیت سے جان چھڑائی اور پھر اپنے عوام کو سوال کا حق دیا اور آج یہ اسکے نتیجہ میں ستاروں پر کمندیں ڈال رہے ہیں اور آپ لوگ ہیں جو یورپ میں آ کر بھی اس جھوٹی اطاعت کو نہیں چھوڑ پا رہے۔ پچھلی صدی کے ایک مایہ ناز جرمن سائنسدان البرٹ آئن سٹائن نے کیا خوبصورت الفاظ کہے ہیں۔

"Whichtig ist,dass man nicht aufhört zu fragen." (اہم بات یہ ہے کہ انسان کو سوال کرنا نہیں چھوڑنا چاہیے) لیکن ہم احمدیوں پر سب سے پہلا اور بڑا ظلم ہی یہ کیا گیا ہے کہ ہم سے اطاعت کے نام پر سوال کا حق چھین لیا گیا۔ اب ہم ایک مخصوص خاندان کی اندھی ہوس اقتدار کی بدولت اندھیروں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اور مزے کی بات یہ کہ یہ سب ظلم ہم پر حقیقی اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ ضمناً۔ یہاں کسی مرید باصفا کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ''مجلس عرفان'' میں سوال و جواب ہی تو ہوتے تھے۔ تو اس کا مختصراً جواب یہ ہے کہ مذکورہ ''مجالس عرفان'' درحقیقت عام لوگوں کی ذہنی سطح اور شعور کے مطالعہ کیلئے سجائی جاتی تھیں۔ اور یہ بطور خاص ''صاحب صدر'' کے لیے ''حصول عرفان'' کا ایک ذریعہ ثابت ہوتی تھیں۔ اس سے وہ لوگ اپنے اقتدار اور داخلی استحکام پر ایسے ہی نظر رکھتے تھے جیسے حکومتی انٹیلی جینس ادارے رکھتے ہیں۔ پھر ان مجالس میں یہ بھی دیکھا جاتا کہ لوگوں کا رجحان کیا ہے؟ اگر وہ سو سوالوں کا ایک سوال کر رہے ہیں تو اُنہیں موڑا اور دبایا جا سکے۔ نظام کو اُنکے خلاف حرکت میں لایا جائے۔ ایسی فضا اور ماحول میں بھلا کوئی کیا سوال کرتا اور کیا پوچھتا جب کہ مقاطعہ اور اخراج کی لٹکتی ہوئی تلواریں سروں پر منڈلا رہی ہوں؟ (یہ تو ایسے ہی ہے کہ کسی بھیڑ کے پاس بھیڑیا بٹھا کر اسے گھاس کھانے کو کہا جائے) اور اُسکے باوجود جب اصل سوال یا سوالات اپنے اپنے مقام اور محل پر اُٹھے یا اُٹھنے شروع ہوئے تو جواب ندارد۔ (اور بادی النظر میں آئندہ بھی ''کوئی امید بر نہیں آتی'') اور میرا اخراج اور مقاطعہ بھی دراصل اسی سلسلہ ہی کی کڑی ہے نہ کہ غیر اسلامی حرکات میں ملوث ہونے کا شاخسانہ۔ میں کہتا ہوں اگر ایسی سبھی مجالس ٹھوس علمی اور حقیقی سوالوں کیلئے مخصوص ہوتیں تو میرا نہیں خیال کہ کسی خلیفہ کو جھوٹے دعویٰ (یا دعوؤں) کی ضرورت پیش آتی یا کسی کو مجددیت کا راستہ روکنے کی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اِنہی ڈرتے اور لرزتے ہوئے سائلوں کے مجموعی روّیوں کیوجہ سے ہی انتخابی خلافت کو ایسی ایسی جسارتیں کرنی پڑیں اور ایسی ایسی حدیں پھلانگنیں پڑیں کہ الامان الحفیظ۔ یہ سب کچھ دیکھ سن اور پڑھ کر بلکہ اِنکے تصور سے ہی ایک مرد صالح کی روح کانپ جاتی ہے۔ خیر اس ''سوال'' پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر خوف طوالت دامنگیر ہے تاہم ''عاقل را اشارہ کافی است''۔

خلیفہ رابع صاحب مزید فرماتے ہیں۔

''مگر خدا کے کام خدا کے وعدوں کے خلاف نہیں ہوا کرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ہمارا خدا وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ پھر فرمایا تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ پھر فرمایا اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ پس اگر خدا سچا ہے اور لازماً خدا سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں۔ اگر مسیح موعود سچے ہیں اور لازماً اس زمانے کے امام کے طور پر اس زمانے میں آپ سے بڑھ کر اور کوئی سچا نہیں تو لازماً وہ جھوٹے

ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور کسی خلافت سے باہر کسی تجدید کی محتاج ہوگی۔ پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت آپکے سامنے ہے۔ دیکھیں صدی گزر گئی جس صدی کے سر پر یہ پراپیگنڈے کئے جا رہے تھے۔ لیکن کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ دوسری صدی شروع ہوگئی اور اسکے تیرہ سال گزر چکے ہیں اور چودھویں میں داخل ہو رہے ہیں لیکن خلافت احمدیہ سے باہر کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ پس خدا کی اس گواہی نے ہمیشہ کے لیے ان لوگوں کے پراپیگنڈے کو جھٹلا دیا ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ اب خلافت کے آخری سانس ہیں۔ اور تجدید کے دن آ رہے ہیں۔ کسی مجدد کی تلاش کرو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں، اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔ خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔ یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر، ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔"

یہاں میری عرض ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا اور اب بھی اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ خلیفہ رابع صاحب نے جماعت کے آگے جھوٹی قسمیں کھا کر اُنہیں بہکایا کہ اب کوئی مجدد نہیں آئے گا۔ جبکہ نئی صدی کا موعود مجدد اُسکے آگے آ کر کھڑا تھا۔ یہ ایسی ہی جھوٹی قسمیں تھیں جیسی جھوٹی قسمیں اُسکے باپ نے اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کیلئے کھائی تھیں۔ اگر خلیفہ رابع اپنے ختم مجددیت کے موقف میں سچا تھا اور میرا دعویٰ جھوٹا تھا تو اس نے میرے دعویٰ مصلح موعود کو کیوں چھپایا؟ بلکہ جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر اس نے افتتاحی تقریر جو کہ خطبہ جمعہ پر مشتمل تھی میں جماعت کو باقاعدہ اور شعوری طور پر یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کی "کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بیچارہ دماغی فتور میں مبتلاء ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔ حالانکہ اُسکے چار مرید بھی نہیں۔ دو چار ایجنٹ ہونگے باتیں کرنے والے۔ جماعت جرمنی گواہ ہے کہ اُسکی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے وغیرہ" اب سوال یہ ہے کہ ایک جھوٹے دعویٰ کا اس کو کیا ڈر تھا؟ میرے دعویٰ کو اپنی زندگی میں احباب جماعت کے آگے رکھتے پھر لوگ بھی اس دعویٰ کو دیکھتے اور اس پر غور کرتے۔ لیکن چونکہ میں اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔ اسلئے اُسے میری سچائی کا خوف لاحق تھا۔ میں نے اپنا دعویٰ صرف الہامی ثبوت کیساتھ ہی نہیں پیش کیا بلکہ خلیفہ رابع صاحب کی تصدیقی مہر بھی اُسکے آگے رکھ دی تھی۔ یہ تصدیقی مہر اُسکے درج ذیل اشعار میں موجود ہے۔ ربوہ میں جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۸۳ء کی افتتاحی تقریر سے پہلے پڑھی گئی اپنی نظم میں وہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی ۔ آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلامِ مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

جلسہ سالانہ یو کے ۱۹۸۶ء کے موقعہ پر آپ اپنی نظم میں فرماتے ہیں۔

بساطِ دنیا اُلٹ رہی ہے۔ حسین اور پائیدار نقشے ۔ جہانِ نو کے اُبھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظامِ کہنہ

کلیدِ فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشانِ فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر میں نے یہ چند اشعار درج کیے ہیں جبکہ اِنکی پوری تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں میں موجود ہے۔ اگر میں جھوٹا تھا تو خلیفہ رابع کو کیا خوف تھا؟ خوف تو اُسکی نظر میں نعوذ باللہ مجھ جھوٹے کو ہونا چاہیے تھا۔ اگر خلیفہ رابع میرا دعویٰ مصلح موعود جماعت احمدیہ پر اپنی زندگی میں ظاہر کر دیتا تو میرے دعویٰ کا اُنکی زندگی میں ہی کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جاتا اور اس طرح وہ بری الزمہ بھی ہو جاتے۔ لیکن چونکہ میرا دعویٰ سچا تھا اور ہے اور خدا تعالیٰ نے اس نام نہاد محمودی شیر کو بھی میری سچائی کا گواہ بنا دیا تھا اور اس طرح اس کے لیے بھاگنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ لہٰذا وہ اپنی زندگی میں میرے سچے دعویٰ کو چھپا کر نہ صرف اپنے پر بلکہ جماعت احمدیہ پر بھی ایک ظلم عظیم کر کے انہیں ابتلاء کے گڑھے میں دھکیل گئے ہیں۔ یہ تو حال تھا آب اور تیمّم کی باتیں کرنے والوں کا۔ اب وہ فوت ہو چکے ہیں اور اِنکا معاملہ خدا کیساتھ ہے۔ خلیفہ رابع کی ذہنی کیفیت کے پس منظر میں ایک دوست نے مجھے کہا تھا کہ خلیفہ رابع مرنا قبول کر لیں گے مگر اس حق کا جو اُن پر اب خوب کھل چکا ہے اظہار نہیں کریں گے۔ اور بالآخر وہی ہوا۔ میں اُنکی زندگی میں اگر خاموش رہا ہوں تو اسلئے کہ افراد جماعت کو میرے دعویٰ سے آگاہ کرنا اُنکی ذمہ داری تھی۔ اور اسی طرح فکری انتشار سے بچانا اور بدلتے ہوئے عالمی حالات کے تناظر میں اُن کی راہنمائی کرنا بھی۔

اب میں جماعت احمدیہ کو پکارتا ہوں کہ میں وہی "موعود زکی غلام" ہوں۔ جس کا وعدہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دیا گیا تھا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ خاکسار اپنے دعویٰ

میں غلطی خوردہ ہے تو آؤ میرے دعویٰ کو جھٹلا کر دکھاؤ۔لیکن تم میرے دعویٰ کو جھٹلا نہیں سکتے کیونکہ میں سچا ہوں۔ جماعتی ارباب واختیار ایک نظام کے سہارے میری سچائی کو کب تک روکے رکھیں گے۔ میں جس کا موعود غلام ہوں اُسکی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں تھا۔ یقیناً تمہاری تقدیر اور احمدیت کا غلبہ مذکورہ ''زکی غلام'' کیساتھ وابستہ ہے۔خلیفہ رابع صاحب آگے فرماتے ہیں۔

''لیکن یادرکھو حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ تمہارے ساتھ رہنے کیلئے یہ دوسری قدرت دکھلائی جائے گی۔ میں الفاظ پڑھ کر سناتا ہوں۔دوسری قدرت تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ساتھ اُنکے رہے گی جو اِسکے ساتھ رہیں گے۔اُنکے ساتھ نہیں رہے گی جو اِسکے ساتھ نہیں رہیں گے۔پس قیامت تک کیلئے خلافت سے اپنا دامن اس مضبوطی سے باندھ لیں کہ جیسے عروۃ الوثقی پر ہاتھ پڑھ گیا ہو جس کا ٹوٹنا مقدر نہیں ہے۔ہو نہیں سکتا۔پس آپ اگر خلافت کیساتھ رہیں گے تو خلافت لازماً آپکے ساتھ رہے گی اور یہی دونوں کا ساتھ ہے جو توحید پر منتج ہوگا۔اسی کے نتیجے میں تمام دنیا کی قوموں کو امت واحدہ بنایا جائیگا اور ایک خدا اور ایک رسول اور ایک دین اور اس کے تابع تمام وہ خدمت کرنے والے ہوں گے جو اس سلسلہ پر منتج ہوں گے جس کا آغاز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے جیسا کہ آیت استخلاف میں بالآخر توحید کے مضمون پر بات ختم کی تھی اس قدرت ثانیہ کے مضمون کو بھی توحید پر ختم فرمایا۔فرمایا خدا تعالیٰ چاہتا ہے ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔اور وہ جو پہلے قدرت ثانیہ کا بیان ہے اور کس طرح توحید کے مضمون کیساتھ جوڑ دیا اور توحید پر اس مضمون کو ختم فرمادیا۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے،یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے کیساتھ۔(حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس کا آخری فقرہ ''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' یہاں پھر چھوڑ دیا گیا جو اس نام نہاد انتخابی خلافت کا پول کھولتا ہے۔ناقل) پس یہی میرا پیغام ہے۔''

میرا یہاں سوال ہے کہ اگر اس انتخابی خلافت جو حضورؑ کی وفات کے معاًبعد جاری ہوئی تھی کے نتیجہ میں تمام دنیا کی قوموں کو اُمت واحدہ بنانا تھا تو پھر اس منتخبہ خلافت کے ہوتے ہوئے آپؑ نے یہ کیوں فرمایا'' **اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔**'' کیا نعوذ باللہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے یہ فقرہ غلطی سے لکھ دیا تھا جو آج آپکے انتخابی خلفاء یہ فقرہ ''نہ پڑھ کر اور نہ لکھ کر'' آپکی اس غلطی کی درستگی فرمارہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ توحید پر دنیا کو کیسے اکٹھا کرے گا اور غلبہ اسلام کیسے ممکن ہوگا؟ حضورؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

''خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اُسکے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے۔سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اِسکے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونیوالے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔''(مجموعہ اشتہارات جلد۲ صفحہ۳۰۴ تا ۳۰۵)

میں معذرت کیساتھ کہتا ہوں کہ نبوت یا مجددیت جیسی روحانی نعمتوں پر خاتمیت کی مہریں لگانیوالے دراصل محروم اور مایوس قسم کے لوگ تھے۔اے محرومو! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہو کیونکہ مایوسی گناہ ہے۔یہی روحانی نعمتیں تو انسان کو روحانی زندگی بخشتی ہیں۔تم ہر وہ کام کرو اور ہر اس راہ پر چلو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔نجانے کس راہ سے قبول کیے جاؤ۔اللہ کی راہ میں موت اختیار کر لو تا آپ کو ایک لازوال زندگی ملے۔کسی نیکی کو حقیر مت جانو، ہوسکتا ہے اسی کے بدلے بخشے جاؤ۔ جو لوگ اپنی نام نہاد انتخابی خلافتوں کو بچانے کیلئے حضورؑ کی مقدس تحریروں میں کمی بیشی کرتے پھریں اُنہوں نے کس اسلام کو غالب کرنا ہے؟ ان لوگوں نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر آج حضورؑ کی جماعت کو ایک قید خانہ میں بدل دیا ہے۔آزاد دنیا کے لوگ کیا اس قید خانہ میں داخل ہونگے؟ خلفائے راشدین کا طرز عمل تو ''سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ'' کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔میں یہاں خلفائے راشدین کا اجمالی خاکہ اسلئے پیش کرتا ہوں تا کہ افراد جماعت خلفائے راشدین اور مغلئی خلفاء کے درمیان تقابلی موازنہ کر کے مغلئی خلفاء کی حقیقت سے آگاہ ہوسکیں۔

خلفائے راشدین کا طرزِ عمل

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول اوّل منتخب ہوئے حالانکہ آپؓ چاہتے تھے کہ میں خلیفہ نہ بنوں۔خلافت کو اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حکم چلانے کا ذریعہ بنالیا جائے تو اس میں رسوائی اور بربادی ہے۔اور اگر اِسے امانت سمجھ کر رضائے اِلٰہی کے مطابق قوم کی خدمت کی جائے تو پھر یہ ایسا بوجھ ہے کہ اِسے اٹھانے سے آسمان اور زمین بھی کانپ جاتے ہیں۔

خلیفۃ الرسول اوّلؓ

خلیفۃ الرسول اوّلؓ نے ایک دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! میں تو یہی چاہتا تھا کہ اس بوجھ کو کوئی دوسرا اُٹھاتا، اور میں اِس سے فارغ رکھا جاتا۔اب اگر تم مجھ سے اپنے پیغمبرﷺ کی بالکل ٹھیک ٹھیک پیروی کا مطالبہ کرو گے تو میں عاجز ہوں۔سوچتا ہوں کہ اُنکی سنت کی اتباع مجھ سے کیسے ہوگی؟ وہ تو شیطان اور اُسکے فریب سے محفوظ تھے، اور انﷺ پر آسمان سے وحی آتی تھی۔انﷺ کو ہر ضرورت پر اللہ سے ہدایت مل جاتی تھی۔'' (بحوالہ۔اصحاب رسولﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروزسنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

اپنے انتخاب کے بعد بیعت کے وقت آپؓ نے درج ذیل تقریر فرمائی۔

''صاحبو! میں تم پر حاکم مقرر کر دیا گیا، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔اگر میں اچھے کام کروں تو اِن میں میری مدد کرو، اور اگر دیکھو کہ میں برائی کی طرف جا رہا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔اے لوگو! تم میں سے جو ضعیف ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں اُس کا حق دلا دوں۔اِنشاءاللہ۔اور بظاہر زور و قوت رکھنے والا آدمی بھی میرے نزدیک کمزور ہے۔یہاں تک کہ میں بے سہارا کمزور آدمی کا حق اُس سے دلا دوں انشاءاللہ تعالیٰ۔جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے، اِس کو خدا خوار اور ذلیل کر کے چھوڑتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جائے، خدا اُسکی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے۔میں خدا اور اُسکے رسولﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلوں تو تم لوگ میری اطاعت کرو۔لیکن اگر میں خدا اور اُسکے رسولﷺ کے راستے کو چھوڑ دوں، تو تم میں سے کسی ایک پر بھی میرا حکم نہیں چل سکتا۔اچھا، اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔اللہ تم پر رحم فرمائے۔'' (ایضاً صفحہ ۶۳ تا ۶۴)

مرض الموت میں جب آپؓ کو اپنے جانشین کا خیال آیا تو آپؓ نے جید اور کبار صحابہؓ سے مشاورت کے بعد اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''لوگو! کیا تم راضی ہو گے اس بات سے کہ میں ایک شخص کو تمہارے لیے اپنا جانشین بنا دوں؟ اللہ گواہ ہے کہ میں نے غور و فکر کر کے رائے قائم کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی ہے، اور میں نے اپنے کسی رشتے دار کو مقرر نہیں کیا ہے، بلکہ میں خطاب کے بیٹے عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔پس تم اُنکی سنو اور اطاعت کرو۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۱)

بعد ازاں اپنے نامزد جانشین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اے عمر! میں نے تم کو رسول اللہﷺ کی امت پر اپنا نائب بنایا ہے۔پس تمہاری ذات میں ظاہری و باطنی طور پر تقویٰ ہونا چاہیے۔عمر! اللہ سے لو لگاؤ کہ اس طرح وہ متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ توجہ فرمالے تو پھر اسباب اور وسیلے خودرو گھاس کی طرح اُگ آتے ہیں۔کسی طاقت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ جو طاقتیں کام بناتی ہیں، اگر ان کو اللہ کے ہاں سے اجازت نہ ملے تو پھر وہ پلٹ پڑتی ہیں اور بننے والے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔اے عمر! جب اہل نار کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے خدا! تو مجھے ان میں شامل نہ کیجیو۔اور جب اہل جنت کا حال پڑھو تو التجا کرنا کہ اللہ تو مجھے ان سے ملا دے۔اے عمر! ان باتوں کے علاوہ اللہ کی مرضی پر چلنے کیلئے نفس کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔اور اے ابن خطابؓ! نفس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اِسکی ایک خواہش پوری کر دی جائے تو اِسکی ہمت جوان ہو جاتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بری خواہشوں کیلئے اور زیادہ زور کیساتھ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔اے عمرؓ! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔اللہ نیک اعمال میں تمہاری مدد کرے۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۲)

اپنا جانشین نامزد کرنے کے بعد اپنے بعض ذاتی معاملات کے متعلق چند نصائح فرمائیں۔وفات سے چند روز پہلے فرمایا۔

''میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے ایک لونڈی اور دو اونٹنیوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔میرا انتقال ہوتے ہی یہ امانت عمرؓ کو دے دی جائے۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۳)

مسند خلافت پر بیٹھنے کے چھ ماہ بعد صحابہ کرامؓ نے بڑے اصرار کیساتھ آپؓ کا ڈیڑھ ہزار روپے سالانہ وظیفہ مقرر کرایا تھا۔اِسکے متعلق فرمایا کہ

''میری فلاں زمین بیچ کر وہ ساری رقم بھی عمرؓ کو واپس کر دی جائے، جو آج تک میں نے وصول کی ہے۔'' (ایضاً)

اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق اپنی بیٹی عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔

''اس وقت جو کپڑا میرے بدن پر ہے، اِسکے علاوہ دو کپڑے اور لے کر دھو لینا۔یہ تین کپڑے ہو جائیں گے، جو میرے کفن کیلئے مناسب رہیں گے۔'' (ایضاً)

آپؓ کی صاحبزادیؓ نے کہا۔ ''یہ تو پرانے کپڑے ہونگے۔ میں نئے کپڑے دے دونگی۔'' (ایضاً صفحہ۱۰۴)

آپؓ نے جواب میں عائشہؓ سے فرمایا۔ ''نئے کپڑوں کے تو زندہ زیادہ مستحق ہیں۔تمہارے باپ کیلئے یہی پھٹی پرانی چادریں کافی ہیں۔'' (ایضاً)

خلیفۃ الرسول ثانیؓ

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت صدیق اکبرؓ کی وفات کے دوسرے دن شروع ہوئی۔نماز فجر کے بعد بیعت ہوئی اور آپؓ بیعت سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

''عرب کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو اپنے ساربان کا مطیع ہو۔میں سمجھتا ہوں، آپکی اطاعت میں خلوص ہوگا، اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میری طرف سے خدمت میں کانٹے پر تلا ہوا انصاف ملے گا۔ہر رہنما کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ جماعت کو کس طرف، کس راہ پر لے جا رہا ہے؟ میں ربّ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم سب کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا۔'' (بحوالہ ،اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے،صفحہ ۱۳۷)

مشاہرہ اور ذاتی حالات۔

اپنی مشہور زمانہ کتاب ''طبقات'' میں ابن سعدؒ لکھتے ہیں۔حضرت عمرؓ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے بہت کم گزارہ لیتے تھے اور حالات یہ تھے کہ جب کپڑے گرمیوں میں بناتے تھے تو یہ کپڑے اس وقت تک استعمال میں رکھتے تھے جب تک وہ بوسیدہ ہو کر پاش پاش نہیں ہو جاتے تھے۔جب کبھی موسم بدلتا تو آپؓ کو سخت اذیت پہنچتی۔آپؓ کی غذا جو کی روٹی اور زیتون کا سالن تھا۔یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ آپکی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہمارا نام نہ لینا اور ہماری نمائندگی کرتے ہوئے اپنے باپ سے کہیں کہ جو وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے گزارہ لیتے ہیں۔اس سے تو بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔لہٰذا کچھ اضافہ کر لیجیے۔حضرت ام المومنینؓ نے اپنے باپ سے یہ کہا تو فرمانے لگے۔''وہ کون لوگ ہیں جو اس کام کی ترغیب دے رہے ہیں؟ میں ضرور اُنکی خبر لوں گا۔'' حضرت حفصہؓ نے عرض کیا۔''میں نے وعدہ کیا ہے کہ نام نہیں بتاؤنگی۔'' فرمایا ''اچھا، تم میرے اور ان لوگوں کے درمیان ہو بتاؤ، کیا رسول اللہ ﷺ نے فاقے نہیں کیے تھے؟ پیوند لگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے؟ پھر جب آپ ﷺ نے دنیا کی طرف توجہ نہیں کی تو مجھے ایسے مشورے کیوں دیے جا رہے ہیں؟''

حضرت عمرؓ کی نظر میں عدل وانصاف حدود خلافت کے چپہ چپہ پر بلا تاخیر، بروقت اور بلا تمیز محل اور جھونپڑی یکساں پہنچنا چاہیے تھا۔کسی صوبے کا گورنر ہو یا ایک عام شہری آپکی نظر میں برابر تھے۔ایک مرتبہ آپکے کان میں آواز آئی۔''مصر کے عامل عیاض تو باریک کرتا پہنتے اور دروازے پر دربان رکھتے ہیں۔'' فوراً لوٹ آئے اور ابن مسلمہ کو حکم دیا کہ مصر پہنچو اور عیاض کو جس حالت میں وہ ہو، اپنے ساتھ مدینہ لے آؤ۔جب ابن مسلمہ وہاں پہنچے تو اُنہوں نے دروازہ پر ملازم کو موجود پایا۔عیاض نے بھی باریک کرتہ (جو عام طور پر لوگوں کو میسر نہیں تھا) پہن رکھا تھا۔اُنکی پیشی ہوئی تو آپؓ نے اس کا کرتہ اتروا کر سب کے سامنے کمبل کی قمیض اُسے پہنائی۔اِسکے بعد بکریوں کا ریوڑ منگا کر حکم دیا کہ صحرا میں لے جاؤ اور شام تک چراؤ۔اسی طرح حضرت سعدؓ ابن وقاص نے کوفہ شہر میں رہنے کیلئے ایک مکان بنوایا۔مکان کا دروازہ دوہرا تھا۔حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا۔''ایسے دروازے سے اہل حاجت کی آواز پہنچنے میں روکاوٹ ہوگی۔'' حکم دیا۔''دروازے کو آگ لگا دو۔''

اپنی رعایا کی ضروریات کا دھیان رکھنے کیلئے راتوں کو اُٹھ کر مدینہ میں گشت کیا کرتے تھے۔ایک رات اپنے غلام اسلم کیساتھ مدینہ کے قریب صرار کے مقام سے گزر رہے تھے کہ دیکھا ایک بوڑھی عورت خیمے میں کچھ پکا رہی تھی اور چند بچے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔جب نزدیک پہنچے تو سنا کہ بچے رو رہے ہیں۔پوچھا کیا بات ہے؟ بڑھیا نے بتایا کہ یہ بھوکے ہیں۔اسلئے روتے ہیں۔آپؓ نے پوچھا ہانڈی میں کیا پک رہا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔صرف پانی چڑھا دیا ہے تاکہ بچے بہل جائیں اور پھر سو جائیں۔یہ سن کر آپؓ کانپ اُٹھے۔آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔اسلم کو لے کر شہر لوٹے۔بیت المال کا دروازہ کھولا۔آٹے کا ایک تھیلا اور روغن زیتوں کا ایک برتن اُٹھا لیا۔اسلم نے کہا میرے کندھے پر رکھ دیجئے۔فرمایا، کیا قیامت کے روز بھی تم میرا بوجھ اُٹھاؤ گے؟ آپؓ نے یہ سامان لا کر بڑھیا کے سامنے رکھ دیا۔وہ کھانا پکانے میں مصروف ہوگئی اور آپؓ اُسکی آگ پھونکنے لگے۔بڑھیا نے کہا ''اللہ تمہیں جزا دے۔خلیفہ تو تمہیں ہونا چاہیے تھا۔نہ کہ عمرؓ کو۔'' فرمایا ''اللہ عمر کو معاف فرمائے۔خیر کل تم بچوں کو لے کر خلیفہ کے پاس آؤ۔اِنشاءاللہ میں بھی وہاں ملوں گا اور تمہارا وظیفہ مقرر ہو جائے گا۔''

حضرت عمرؓ کا عدل آج تک ضرب المثل ہے۔اور اِسکی وجہ یہ تھی کہ آپؓ انسانوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔عدل کے معاملہ میں اپنے اور غیر کا فرق نہیں کرتے تھے۔حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی معاف نہیں کیا۔آپکے صاحبزادے عبدالرحمٰن مصر میں تھے۔ایک دن انہوں نے ابوسروعہ کیساتھ نبیذ پی لی اور ان پر نشہ طاری ہوگیا۔اگرچہ والی مصر حضرت عمروؓ بن عاص نے اپنے گھر میں ان پر حد لگا دی تھی لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو مدینہ طلب کیا۔جب آپکے صاحبزادے آپؓ کے سامنے پہنچے تو اونی عبا اُنکے

جسم پرتھی اور سواری کی تکلیف کی وجہ سے وہ چل نہیں سکتے تھے۔ان کے والد نے پوچھا''عبدالرحمٰن !تم نے یہ یہ حرکت کی ہے؟''عبدالرحمٰن بن عوف نے اُن کی سفارش کی اور کہا ''اے امیر المومنینؓ ان پر حد لگائی جا چکی ہے۔''لیکن عمرؓ نے اُنکی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور عبدالرحمٰن بن عمرؓ چلانے لگے۔''میں بیمار ہوں۔آپ مجھے قتل کر رہے ہیں۔''روایت ہے کہ اسکے باوجود حضرت عمرؓ نے ان پر دوبارہ حد لگائی اور انہیں قید کر دیا۔پہلے وہ بیمار ہوئے اور بعد ازاں فوت ہو گئے۔اِسکے باوجود خشیت اِلٰہی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ اگر اس وقت آسمان سے آواز آئے کہ سب لوگ بخشے جائیں گے اور جنت میں چلے جائیں گے مگر ایک کے سوا۔فرمانے لگے شاید وہ ایک میں ہی ہونگا۔

شہادت۔ذی الحجہ۲۳ہجری کو ایک دن ابولولوایک غیر مسلم عجمی غلام نے کسی ذاتی رنجش کی بنا پر فجر کی نماز میں حضرت عمرؓ پر حملہ کر دیا اور چھ مہلک زخم لگائے۔لوگوں نے نام بتایا تو کہا۔''میں اللہ کی بارگاہ میں شکر کرتا ہوں کہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں۔''عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے نماز فجر پڑھائی۔گھر لے جا کر لوگوں نے آپؓ کو دوائی پلائی تو وہ زخم کے راستے باہر نکل آئی۔اسلئے یقین ہو گیا کہ جانبر نہیں ہو سکیں گے۔آپؓ کی درخواست کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے آپؓ کو حضوﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دے دی اور آپؓ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔''میری سب سے بڑی آرزو یہی تھی۔''

جانشینی کا مسئلہ۔جب صحابہؓ نے محسوس کیا کہ آپؓ کا جانبر ہونا محال ہے تو آپ سے درخواست کی کہ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔آپؓ متردّد تھے۔کہنے لگے۔''اگر میں کسی کو خلیفہ بنا دوں تو یہ بے جا نہ ہوگا کیونکہ ابوبکرؓ جو مجھ سے بہتر تھے ایسا کر چکے ہیں۔اور اگر نہ بناؤں تو بھی نامناسب نہیں ہے،اسلئے کہ حضوﷺ نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔البتہ اگر ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو اُن کو جانشین بنا دیتا۔یا پھر اگر ابو حذیفہؓ کا غلام سالمؓ زندہ ہوتا تو اس کو خلیفہ بنا دیتا۔مجھے ان دونوں پر اعتماد تھا۔کہا گیا۔''اے امیر المومنینؓ!آپؓ عبداللہ بن عمرؓ سے کیوں گریز فرماتے ہیں؟''حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔''خدا تجھے غارت کرے!واللہ!میں خدا کی رضا نہ چاہوں گا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بناؤں جو اپنی بیوی کو اچھی طرح طلاق بھی نہ دے سکتا ہو''معاملہ چونکہ بہت اہم تھا اِسلئے صحابہؓ نے پھر آپؓ سے درخواست کی۔آپؓ نے فرمایا۔''میں نے ارادہ تو کیا کہ کسی شخص کو منتخب کر دوں،لیکن میرے مرنے کے بعد بھی اس کام کی ذمہ داری مجھ پر رہے گی،اِسلئے خوف خداوندی سے میرا اِرادہ فوت ہو گیا۔بہر حال یہ چھ آدمی ہیں۔حضرت عثمانؓ،حضرت علیؓ،حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف،حضرت سعدؓ ،حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ۔ان میں سے ایک کو منتخب کر لیا جائے۔یہ وہ اصحابؓ ہیں جن سے حضوﷺ خوش تھے۔اور میں خلافت کا مستحق ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا جن سے رسولﷺ اپنی وفات تک خوش رہے۔''آپؓ زخم لگنے کے تیسرے دن بدھ کے روز شام کو فوت ہوئے اور جمعرات کے دن صبح کو اپنے آقائے نامدارﷺ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

خلیفۃ الرسول الثالثؓ

حضرت عمرؓ کی نامزد کردہ انتخابی کمیٹی نے بالآخر خلیفۃ الرسول الثالث کے طور پر حضرت عثمانؓ کا انتخاب کر لیا۔عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بذات خود خلافت سے دستبردار ہو کر اس انتخابی عمل کو سرانجام دیا۔آپؓ نے فرمایا۔

''میں نے نامزد بزرگوں میں سے کسی ایک کے انتخاب پر پوری طرح غور کیا،اور جہاں تک میری طاقت میں تھا میں نے ہر طبقے کے لوگوں سے بھی مشورہ لیا۔نامزد ارکان سے میں اپنے فیصلے پر رضامندی کیلئے سب سے پہلے عہد لے چکا ہوں اس لیے اب کسی کیلئے بھی مخالفت و اِنکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

اس کے بعد اُنہوں نے تشہد پڑھا اور پھر روئے سخن حضرت علیؓ کی طرف کر کے فرمایا۔

''اے علیؓ!میں نے لوگوں کیلئے خلیفہ کے تقرر کے واسطے استصواب کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ عثمانؓ کے برابر کسی کو بھی نہیں سمجھتے،اسلئے تم اپنے نفس کیلئے کوئی راستہ نہ نکالنا۔''

پھر حضرت عثمانؓ سے کہا۔''میں تم سے سنت اللہ،سنت رسولﷺ اور سنت خلفائے سلفؓ پر جو حضوﷺ کے بعد ہو چکے ہیں،بیعت کرتا ہوں''(اصحاب رسول اور اُنکے کارنامے)

بیعت کے بعد حضرت عثمانؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر ایک مختصر اور جامع تقریر فرمائی۔حضوﷺ نے حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کی دل جوئی کیلئے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ کو آپکے نکاح میں دے دیا تھا۔اسی وجہ سے آپؓ ذوالنورین کہلوائے۔آپؓ نے اسلام کی خاطر بے دریغ مال خرچ کیا۔اکثر غزوات کی تیاری میں دل کھول کر چندے دیئے اور مدینہ کا مشہور کنواں رومہ آپ ہی نے آٹھ ہزار دینار میں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔آپؓ کاتب وحی بھی رہے اور عہد صدیقی اور فاروقی میں معتمد خاص اور مشیر اعلیٰ رہے۔حضرت عثمانؓ حسن وسیرت،دانائی وفراست،حیا اور عبادت اور تقویٰ میں ممتاز تھے۔عدل وانصاف اور حقوق میں برابری کے بھی عمر فاروقؓ کی طرح قائل تھے۔

آپؓ میں حد درجہ حیا تھی۔آپؓ کی اس خوبی کا احساس حضوﷺ کو بھی تھا۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے مطابق ایک دفعہ آنحضوﷺ ایک ایسی جگہ تشریف فرما تھے جہاں کافی پانی تھا۔آپﷺ نے دونوں یا ایک زانو کھول لیا تھا۔لیکن حضرت عثمانؓ کے اندر آتے ہی اِس کو ڈھانپ لیا۔حالانکہ آپؓ سے پہلے ابوبکرؓ اور عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ

نے آنحضورﷺ سے پوچھا کہ آپﷺ میرے باپؓ سے تو نہیں شرماتے ،مگر عثمانؓ سے شرم کرتے ہیں۔آپﷺ نے فرمایا۔''عائشہؓ! عثمانؓ سے تو فرشتے بھی شرماتے ہیں۔'' امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی طبیعت میں فطری نرمی، رافت اور درگزر تھا۔ طاقتور ہوتے ہوئے باغیوں کے خلاف طاقت استعمال نہیں کی۔آپؓ کی شہادت کا واقعہ بہت دردناک ہے۔آپکی شہادت کے بعد اُمت مسلمہ میں باہمی خون خرابے کا سلسلہ شروع ہو گیا اور دین اسلام دن بدن کمزور ہوتا چلا گیا۔

خلیفۃ الرسول الرابعؓ۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد تین دن تک کوئی خلیفہ منتخب نہ ہو سکا۔مدینہ میں عجیب افراتفری تھی۔انتظام بحال کرنے کیلئے ضروری تھا کہ کسی کا بطور خلیفہ انتخاب ہو۔انصار و مہاجرین نے اکٹھے ہو کر حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ وہ خلافت کا عہدہ قبول فرمائیں لیکن آپؓ نے بارہا انکار کیا۔لیکن بالآخر مان گئے۔ذی الحجہ ۳۵ھ میں عام بیعت ہوئی اور اس طرح آپؓ نے مسند خلافت پر قدم رکھا۔حضرت علیؓ آنحضرتﷺ کو بہت پیارے تھے۔آپکے پیارے چچا ابوطالب کے بیٹے ہونے کے علاوہ آپﷺ کی پیاری لخت جگر حضرت فاطمہؓ کے خاوند بھی تھے۔آپؓ کو بہادری کیساتھ ساتھ علم و فضل میں بھی کمال حاصل تھا۔فقیہہ کی حیثیت سے آپکا درجہ بہت بلند تھا۔آپؓ کے بارے میں حضور اکرمﷺ نے فرمایا تھا۔''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔'' آپؓ کا مختصر چار سالہ دور خلافت بھی جنگوں اور شورشوں کو ختم کرنے میں گزر گیا۔آپؓ کو نظام حکومت کی اصلاح کیلئے بہت کم وقت ملا۔آپکی شہادت ایک خارجی عبدالرحمان بن ملجم کے ہاتھوں ہوئی۔حملہ کے تیسرے روز ۲۰ رمضان ۴۰ ہجری کو رحلت فرما گئے۔انتقال سے پہلے وصیت کی کہ میرے قصاص میں صرف قاتل کو ہی قتل کیا جائے۔آپکی شہادت کے بعد عراقیوں نے آپکے بڑے بیٹے امام حسنؓ کو خلیفہ چن لیا۔حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا یہ مختصر دور خط و کتابت اور مشوروں میں ہی گزر گیا۔اور بعد ازاں آپؓ خلافت سے دستبردار ہو گئے۔اس طرح آنحضورﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کا یہ تیس سالہ دور ختم ہو گیا۔یہ تھا خلافت راشدہ یا خلافت محمدیہ کا تیس سالہ دور۔یہ خلفائے راشدین اگر چاہتے تو کوئی نظام بنا کر خلافت کو اپنے خاندان یا قبیلے تک محدود کر سکتے تھے۔لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسا مکر نہیں کیا کیونکہ وہ سب ہدایت یافتہ تھے۔اور بعد میں یہ خلافت پہلے اموی اور بعد میں عباسی ملوکیت میں بدل گئی۔امویوں اور عباسیوں نے بھی اپنے لیے لفظ خلیفہ ہی استعمال کیا۔حالانکہ درحقیقت وہ ظالم اور جابر بادشاہ تھے۔یہ تھا خلافت محمدیہ کا اجمالی خاکہ اور جہاں تک خلافت احمدیہ کا تعلق ہے تو اس میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خلافت ،خلافت راشدہ کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ بعد ازاں اموی اور عباسیوں کی طرح مغلئی خلافت (خلیفہ خدا بناتا ہے) کے جھوٹ کے سہارے چل رہی ہے۔خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کا قصروں سے کیا جوڑ؟ وہ تو خاک نشین ہوا کرتے ہیں۔کیا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے بھی کروڑوں روپے کے قصر بنوائے ،نذرانے قبول کیے اور اپنے ہاتھ چومائے وغیرہ۔ہرگز نہیں۔خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے یہ سب دھندے کیے اور ان کو رواج دیا اور پھر اسکے باوجود ''وہ سب خدا کے بنائے ہوئے خلیفے'' تھے؟ اے احمدی حضرات! تم کب تک اس قدرت ثانیہ کے فریب کے پیچھے چلتے رہو گے؟ اور کب تک محمودی غلامی کا جوا اُٹھائے رکھو گے؟ یاد رکھنا ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔ نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت بدلنے کا

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء دیر تک راشدین رہ نہیں سکتے۔اور اگر رہ سکتے ہوتے تو آنحضرتﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور رہتی۔ لیکن آنحضرتﷺ کے بعد خلافت راشدہ کا تیس سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا بتاتا ہے کہ خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔جب آنحضورﷺ کے بعد خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد انتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرتﷺ کی جماعت سے بھی تقویٰ و طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرتﷺ سے بھی زیادہ تربیت کی تھی جو آپؑ کے بعد آپکے انتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرتﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانے والے تو رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپﷺ کی رحلت کے تیس سال بعد ہی انہوں نے تو ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہے گی؟ کیا اس میں بانئے اسلامﷺ اور آپ کے اصحابؓ کی سخت توہین نہیں ہوتی؟ بانئے احمدیتؑ تو ساری عمر اپنی تحریر اور تقریر میں بار بار یہ اعلان کرتے رہے کہ میں نے سراج منیر یعنی آنحضرتﷺ کی برکت اور پیروی میں غلام نبوت ایسی نعمت پائی۔بارہا آپؑ نے فرمایا کہ اگر میں آنحضورﷺ کا پیروکار نہ ہوتا تو اگر میرے اعمال پہاڑوں کے برابر بھی ہوتے تب بھی میں یہ نعمت نہیں پا سکتا تھا؟ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خلفائے محمدیہ کے برخلاف انتخابی خلفائے احمدیہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہتے؟ حقائق کو تسلیم کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔یہ کام صرف سچے اور جرأت مند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔افسوس ہم بحیثیت جماعت سچائی اور اخلاقی جرأت سے بہت دور جا چکے ہیں۔تلخ حقائق کی نشاندہی کرنیوالوں کو اپنا دشمن سمجھنا اور اِنکے اخراج اور مقاطعہ کے جال بچھانا ہمارا وتیرہ ہے۔ہم سچائی کے

مقابل پر جھوٹ ومنافقت کیساتھ ڈٹے رہنے کو حالات کا تقاضا قرار دیکر اپنے دل کو جھوٹی تسلی دے لیتے ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیس سال بعد خلافت راشدہ ختم ہو کر ملوکیت میں بدل گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد خلافت راشدہ چھ سال رہ کر ازاں بعد ملوکیت میں بدل دی گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس مغلئی ملوکیت کو یوم مصلح موعود اور خلیفہ خدا بناتا ہے کی ڈگڈگی بجا کر طول دیا جارہا ہے۔ اب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ہی فرمان کے مطابق آپؑ کے روحانی فرزند کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) نے روح القدس کیساتھ کھڑے ہو کر آپؑ کی روحانی ذریت کو محمودی چنگل سے چھڑوانا اور از سر نو خلافت احمدیہ کو جاری کرنا ہے۔

آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ نظام جماعت جس میں بعض بندے خدا کی مرضی کے مالک بن جائیں اور خدا کے بندوں کو اپنے بندے بنانا شروع کر دیں کیا روحانی کہلانے کا حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خلافت کے نام پر ایسا نظام یقیناً کوئی تاغوتی نظام ہے جس میں بعض مخصوص افراد کے مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ جب تک ہم ایسے نظام کو تنقیدی نقطہ نظر سے نہیں دیکھیں گے اور اِسکے جھوٹے تقدس کو پارہ پارہ نہیں کریں گے تو اس وقت تک افراد جماعت کس طرح آزاد ہو سکتے ہیں؟ اور جب کچھ لوگ کسی جماعت یا قوم کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر کسی برائی یا مصیبت میں مبتلا کر دیں تو اس برائی یا مصیبت سے نکلنے کیلئے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ۔ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

عبدالغفار جنبہ

مورخہ ۳۱۔ مارچ ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆